بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

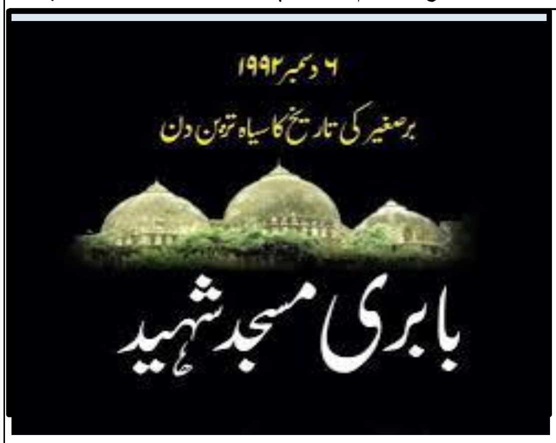

نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی

جلد نمبر ۱ VOL:(1)

weeklynepalurtutimes@gamil.com

10 صفحات

۰۴/دسمبر ۲۰۲۵ مطابق ۱۲/جمادی الاخرہ ۱۴۴۷ھ /۱۸ گتے انگہن ۲۰۸۲ بروز جمعرات

شمارہ نمبر ۶۶ ISSUE (66)

کسی مذہب یا کمیونٹی کی توہین کرنا مقصد نہیں تھا۔ وزیراعظم کارکی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیراعظم ششیلا کارکی نے 'جنسی تشدد کے خلاف 16 روزہ مہم' کے افتتاح کے موقع پر دیے گئے اپنے بیان کے حوالے سے پھیلنے والی مختلف آراء اور تبصروں پر وضاحت جاری کی ہے۔ وزیراعظم نے زور دے کر کہا کہ ان کے کسی بھی جملے یا اظہار خیال کا مقصد کسی مذہب یا کسی مخصوص کمیونٹی کی دل آزاری کرنا ہرگز نہیں تھا۔ وزیر اعظم ششیلا کارکی نے واضح کیا کہ وہ تمام مذاہب اور برادریوں کے تئیں یکساں احترام اور حسن نیت رکھتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ معاشرتی ہم آہنگی، بھائی چارہ، برداشت اور امن کو فروغ دینا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور کسی بھی قسم کا تفرقہ معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔ اپنے پیغام کے آخر میں وزیراعظم نے تمام شہریوں سے اپیل کی کہ وہ سماجی ہم آہنگی اور یکجہتی کو مضبوط بنائیں، ایک دوسرے کے احترام کو قائم رکھیں اور ملک میں پائیدار امن کے قیام میں اپنا فعال کردار ادا کریں۔ وزیر اعظم نے کہا کہ صرف باہمی احترام اور بھائی چارہ ہی معاشرے کو مضبوط اور خوشحال بنا سکتا ہے

نام نہاد حکمران اپنے مفادات کے لیے آتے ہیں، نہ کہ ملک کے بہتر مستقبل کے لیے۔ سوڈان گرونگ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

ہامی نیپال کے چیئرمین اور گینجی موومنٹ کے رہنما سوڈان گرونگ نے کہا ہے کہ نیپال میں نام نہاد ماہرین اپنے مفادات کے لیے آتے ہیں، نہ کہ ملک کے بہتر مستقبل کے لیے۔ نام نہاد 'ماہرین' ان کے پاس عہدے مانگنے آتے ہیں۔ گرونگ نے یہ بیان پیر کو پوکھرا میں تمو ہلا چھونج دھین گرونگ نیشنل کونسل کاسکی کے زیر اہتمام ایک اعزازی پروگرام میں خطاب کرتے ہوئے دیا۔ تمام نام نہاد ماہرین آتے ہیں، کچھ وزراء کے لیے، کچھ عہدوں کے لیے، کچھ کسی بھی وجہ سے، انہوں نے کہا۔ ملک کے لیے کوئی نہیں آیا۔ یہ بتاتے ہوئے کہ نوجوان نسل نے موقع ملنے پر وزیراعظم اور وزیر کے عہدوں سے استعفیٰ دے دیا ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ جنجی موومنٹ کے بعد جو لوگ ان سے ملنے آتے ہیں وہ اپنے مفادات لے کر آتے ہیں۔ انہوں نے اصرار کیا کہ اگر وہ کسی سیاسی جماعت کے رہنما/کارکن ہیں تو وہ کوئی عہدہ نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ نوجوانوں کے دل کتنے بڑے ہونے چاہئیں۔ آج وزیراعظم اور وزیر داخلہ کے عہدے وہ عہدے ہیں جنہیں نوجوان نسل نے ملک کی بھلائی کے لیے ترک کر دیا ہے۔ اگر وہ کسی پارٹی کارکن ہوتا تو اپنا عہدہ نہ چھوڑتا، کوئی چھوٹا عہدہ بھی نہیں۔ گرونگ، جو حال ہی میں وزیر داخلہ اوم پرکاش آریال کے خلاف بیانات دے رہے ہیں، نے پیر کو بھی پوکھرا میں وزیر داخلہ آریال پر تنقید کی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ آریال نے انہیں غلط مشورہ دیا تھا، یہ کہتے ہوئے کہ جب وہ بات چیت کے لیے صدر کے دفتر گئے تھے تو انہوں نے اپنا تعارف بطور وکیل کرایا تھا۔ آریال پر اپنے بچگانہ خون کا وزیر داخلہ بننے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ انہوں نے یہ مشورہ نہیں دیا کہ آئین میں ترمیم کے بغیر جین زی کے مطالبات پورے نہیں ہو سکتے۔ وہ مشورہ دے سکتے تھے کہ اگر اس میں ترمیم نہیں کی جاسکتی تو مطالبات پورے نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس نے غلط مشورہ دیا۔ اب ہم کس پر بھروسہ کریں

حکومت کا 9 ستمبر کو یوم شہدائے جین زی منانے کا فیصلہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

حکومت نے 9 ستمبر کو جین زی یوم شہدا کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت کے ترجمان اور مواصلات اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے وزیر جگدیش کھرل نے کہا کہ یہ فیصلہ پیر کو سنگھادربار میں ہونے والی کابینہ کی میٹنگ میں کیا گیا۔ ان کے مطابق 8 اور 9 ستمبر کو جین زی مظاہروں کے دوران مرنے والوں اور شہید ہونے والوں کے لواحقین کو تصویروں کے ساتھ شناختی کارڈ فراہم کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح نقد لین دین پر ایک حد مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ یکم ماہ سے کسی بھی سروس یا سامان کی پانچ لاکھ روپے یا اس سے زیادہ مالیت کی خریداری، فروخت یا دیگر لین دین ایک وقت میں صرف بینکنگ ڈیوائسز کے ذریعے ہی کیے جا سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے کمار شرما آچاریہ کو پریس کونسل نیپال کا چیئرمین نامزد کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور کاربن ٹریڈنگ ریگولیشنز، 2082 کو منظور کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ اسی طرح حکومت نے سری لنکا میں شدید بارشوں کے نتیجے میں آنے والے حالیہ سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ کے تناظر میں، جس نے املاک اور جانوں کو بڑے پیمانے پر نقصان پہنچایا ہے، حکومت نیپال نے سری لنکا کی حکومت کو دو لاکھ امریکی ڈالر کی امداد فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پروفیسر گیان بہادر تھاپا کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کا سکریٹری مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جبکہ ویکنتھا آریال کو ترقی دے کر سیکریٹری کے عہدے پر تعینات کیا گیا ہے۔ پریس کونسل آف نیپال کے چیئرمین کے عہدے کے لیے ڈاکٹر کمار شرما آچاریہ کو نامزد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کاربن ٹریڈنگ ریگولیشنز، 2082 کو منظور کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے

وزیراعلیٰ مدھیش سروج کمار یادو اپنے عہدے سے مستعفی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
مدھیش

مدھیش صوبے کے وزیراعلی سروج کمار یادو نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ وزیراعلیٰ نے کہا تھا کہ وہ بدھ کو اعتماد کا ووٹ حاصل کریں گے جب سپریم کورٹ نے انہیں 24 گھنٹے کے اندر اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا حکم دیا تھا۔ تاہم، اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے میں ناکام ہونے کے بعد، وزیراعلی نے اپوزیشن جماعتوں کے خلاف اپنے غصے کا اظہار کیا اور استعفی دے دیا۔ یادیو، یوایم ایل مدھیش صوبائی پارلیمانی پارٹی کے رہنما، جنہیں 23 کارتک کو وزیراعلیٰ مقرر کیا گیا تھا، نے 24 کارتک کی صبح، مہوتری کے ایک ہوٹل میں حلف لیا۔ پیر کو سپریم کورٹ نے 24 گھنٹے میں اعتماد کا ووٹ لینے کا حکم دیا۔ اسی مناسبت سے بدھ کی صبح صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا گیا۔ تاہم اجلاس میں کوئی بھی حکومتی نمائندہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ اجلاس سے اپوزیشن جماعتیں غیر حاضر رہیں۔ چیف منسٹر یادو نے اپوزیشن پارٹیوں پر الزام لگایا تھا کہ ان کی نظروں سے ملنے کی ہمت نہیں ہے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ یادو نے کانگریس سمیت اپوزیشن جماعتوں پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وفاقیت میں پارٹیوں کا طرز عمل عوام کے لیے قابل قبول ہونا چاہیے انہوں نے کہا، "مدھیسی لوگوں نے آئین کے مطابق میری تقرری کے خلاف پارٹیوں کے احتجاج اور چیخ و پکار کو قریب سے دیکھا۔ جنک پور کے لوگوں نے بھی قریب سے دیکھا، انہوں نے کہا۔ "معزز لوگوں کا احتجاج دیکھ کر مجھے اپنے آپ پر شرم محسوس ہوئی، انہوں نے احتجاج بھی کیا، سپریم کورٹ میں کیس بھی دائر کیا، اگر میری تقرری غیر قانونی تھی تو انہیں احتجاج کرنا چاہیے تھا، 107 رکنی صوبائی اسمبلی میں حکومت کو برقرار رکھنے کے لیے 54 ووٹوں کی اکثریت درکار ہے۔ جہاں یو ایم ایل پارلیمانی ریاضی میں کمزور دکھائی دے رہی ہے، وہیں سات جماعتی اتحاد 73 ارکان پارلیمنٹ کی حمایت کے ساتھ مضبوط پوزیشن میں ہے۔ اس اتحاد میں کانگریس سے 22، جے ایس پی نیپال سے 19، جنمت سے 13، نیپالی کمیونسٹ پارٹی (ماؤسٹ سینٹر 9 اور یونیفائیڈ سوشلسٹ 7) سے 16، ایل ایس پی سے 8، اور سول لبریشن پارٹی سے 1 شامل ہے

نیپال بھارت سرحد سے گزشتہ 6 ماہ میں تقریباً 100 خواتین غائب، بیرونی ممالک میں کی گئیں فروخت!

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: نیپال۔ ہندوستان کے سرحدی علاقہ سے گزشتہ 6 ماہ میں 100 سے زائد لڑکیاں غائب ہو چکی ہیں۔ سرحد پر اپنے ملک کے علاوہ نیپال، چین، برازیل اور سعودی عرب وغیرہ کے سرگرم انسانی اسمگلنگ کے گروہ ان لڑکیوں کو اونچی قیمتوں پر فروخت کر کے لاکھوں روپے کما رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں ان میں سے صرف ایک درجن لڑکیوں کو ہی بچایا گیا تھا، بقیہ اب بھی لاپتہ ہیں۔ ریسکیو کی گئی لڑکیوں میں 4 تو ایک ہی خاندان کی تھیں۔ مسلسل ایسے واقعات پیش آنے سے سرحدی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے درمیان ڈر اور خوف کا ماحول ہے۔ اب یہ معاملہ حقوق انسانی کمیشن تک پہنچ گیا ہے۔ حقوق انسانی معاملوں کے وکیل ایس کے جھا نے قومی انسانی حقوق کمیشن اور بہار ریاستی انسانی حقوق کمیشن میں 2 مختلف عرضیاں داخل کی ہیں۔ ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ اپنے ملک کے علاوہ نیپال، چین، برازیل اور سعودی عرب میں کروڑوں روپے میں بیٹیاں فروخت کی جا رہی ہیں۔ موتیہاری سے منسلک ہندوستان-نیپال بارڈر والے علاقوں میں اس طرح کے واقعات کو انجام دینے والے اسمگلر بڑی تعداد میں سرگرم ہیں۔ وکیل ایس کے جھا کہنا ہے کہ رواں سال جولائی میں رکسول سے 10، رام گڑھوا سے 3 اور آداپور سے 4 لڑکیاں غائب ہوئی ہیں۔ اگست ماہ میں رکسول سب ڈویژن کے بھیلاہی اور کوڑیہار سمیت مختلف مقامات سے 18 لڑکیاں غائب ہوئی ہیں۔ ستمبر ماہ میں پورے سب ڈویژن کی مختلف جگہوں سے ایک شادی شدہ سمیت 17 لڑکیاں غائب ہیں۔ اسی طرح اکتوبر اور نومبر ماہ میں 15-15 لڑکیوں سمیت مجموعی طور پر 83 لڑکیاں غائب ہوئی ہیں۔ نشہ کاروباری لڑکیوں کا استعمال نشہ آور اشیاء کی اسمگلنگ میں کرتے ہیں۔ وکیل ایس کے جھا کے مطابق ہندوستان کے جموں و کشمیر، پڈوچیری، چین، سعودی عرب، دبئی سمیت کئی خلیجی ممالک اور ارجنٹینا جیسے ممالک میں شادی کرا کر بچہ پیدا کرنے اور نسل کی تبدیلی، بچوں کو دودھ پلانے اور جسم فروشی جیسے کاموں کے لیے بھی لڑکیوں کو بیرون ممالک بھیج دیا جاتا ہے۔ شادی اور جسمانی اعضاء کی خرید و فروخت کے لیے بھی لڑکیوں کی بڑے پیمانے پر بیرون ممالک اسمگل کیے جانے کا انکشاف ہوا ہے۔ وکیل ایس کے جھا کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ معاملہ کافی حساس اور انسانیت کو شرمسار کرنے والا ہے۔ یہ معاملہ پولیس کے طریقہ کار اور انتظامی نظام پر بھی سوالیہ نشان کھڑا کرتا ہے۔ ساتھ ہی ایس کے جھا نے کمیشن سے اس معاملہ میں اعلیٰ سطحی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے

سرحد پار سے مشتبہ افراد کی غیر قانونی آمد پر الرٹ، عوام سے فوری تعاون کی اپیل

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

سرہا: ضلع انتظامیہ سرہا نے ایک نہایت اہم اور ہنگامی اعلامیہ جاری کرتے ہوئے عوام کو سختی کے ساتھ خبردار کیا ہے کہ سرحدی علاقوں سے مبینہ طور پر مشتبہ اور شناخت سے محروم افراد کی غیر قانونی نقل و حرکت کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں، جس کے بعد پورے ضلع میں سیکیورٹی انتظامات مزید سخت کر دیے گئے ہیں۔ انتظامیہ کے مطابق، سرحدی ناکہ جات سے بغیر کسی مستند کاغذ یا شناخت کے داخل ہونے والے افراد کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھی جا رہی ہے۔ ایسے کسی بھی فرد کو ضلع میں آزادانہ گھومنے پھرنے یا کسی بھی کمیونٹی کے درمیان شامل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اعلامیہ میں عوام سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ فوری طور پر ایسے افراد کی اطلاع متعلقہ حکام کو دیں، تاکہ ضلع میں امن و امان کی مجموعی فضا برقرار رہے۔ ضلعی انتظامیہ نے واضح کیا ہے کہ کسی بھی نامعلوم یا مشتبہ شخص کو اپنے گھر یا احاطے میں ٹھہرنے کی اجازت دینا نہ صرف قانوناً جرم ہے بلکہ سیکیورٹی کے لحاظ سے بھی انتہائی خطرناک ہے۔ انتظامیہ نے شہریوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ مکمل چوکسی اختیار کریں، کسی بھی غیر معمولی سرگرمی کی فوراً اطلاع دیں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ اعلامیہ کے آخر میں کہا گیا ہے کہ ضلع میں امن، تحفظ اور سماجی ہم آہنگی برقرار رکھنے کے لیے انتظامیہ ہر ممکن قدم اٹھا رہی ہے، اور کسی بھی قسم کی غفلت یا کوتاہی کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا

سوشل میڈیا پر نفرت، انتشار اور غیر قانونی مواد پوسٹ کرنے والوں پر سخت کارروائی ہوگی: کپلوستو پولیس

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کپلوستو

ضلع پولیس دفتر کپلوستو نے ایک نہایت اہم اور واضح پریس نوٹ جاری کرتے ہوئے عوام سے پرزور اپیل کی ہے کہ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر ایسا کوئی بھی مواد شیئر نہ کریں جو معاشرتی ہم آہنگی، مذہبی رواداری، عوامی اخلاقیات یا سماجی وحدت کو مجروح کرے۔ پولیس کے مطابق، اختلافات کو ہوا دینے والا، مختلف برادریوں اور قومیتوں کے جذبات کو بھڑکانے والا، یا معاشرے میں انتشار و نفرت پھیلانے والا ہر طرح کا تحریری، تصویری یا ویڈیو مواد چاہے وہ پوسٹ ہو، شیئر ہو یا کسی بھی شکل میں پھیلایا جائے نیپال کے رائج قوانین کے صریح منافی ہے، اور ایسے اقدامات پر سخت کارروائی کی جائے گی۔ پریس نوٹ میں واضح کیا گیا ہے کہ الیکٹرانک ٹرانزیکشن ایکٹ 2063 کے مطابق سوشل میڈیا کے غلط استعمال پر قانونی گرفت انتہائی سخت ہے، اور جو بھی فرد ممنوعہ یا اشتعال انگیز مواد پھیلانے میں ملوث پایا گیا، اس کے خلاف بغیر کسی تاخیر کے کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ ضلعی پولیس دفتر کپلوستو نے عوام سے درخواست کی ہے کہ وہ ذمہ دار شہری ہونے کا ثبوت دیں، سوشل میڈیا کا استعمال مثبت، تعمیری اور معلوماتی مقاصد کے لیے کریں، اور کسی بھی قسم کی افواہ، غلط اطلاع یا اختلاف کو ہوا دینے والے مواد سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔ بیان کے آخر میں کہا گیا ہے کہ امن و امان، بھائی چارے اور مذہبی احترام کے تحفظ کے لیے یہ ہدایات نہایت اہم ہیں، اور پولیس اس سلسلے میں قانون کی مکمل عمل داری کو یقینی بنائے گی

ایشیا ممالک میں سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ کا قہر، ایک ہفتے میں 1100 سے زائد ہلاک

کولمبو: (ایجنسیاں) ایشیائی ممالک میں حالیہ قدرتی آفات نے بڑے پیمانے پر تباہی مچادی ہے، جہاں سمندری طوفان، شدید بارشوں، سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ کے باعث ایک ہفتے کے دوران 1100 سے زائد افراد جان کی بازی ہار چکے ہیں۔ لاکھوں لوگ متاثر اور ہزاروں اپنے گھروں سے بے دخل ہو گئے ہیں۔رپورٹس کے مطابق انڈونیشیا میں 604، سری لنکا میں 366، تھائی لینڈ میں 176 اور ملائیشیا میں 3 افراد ہلاک ہوئے۔ شدید تباہی کے بعد سری لنکا میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی۔ سری لنکن صدر انورا کمارا نے اس تباہی کو 2004 کے ہولناک زیادہ نقصان دہ قرار دیا ہے۔عالمی فلاحی تنظیم سیو دی چلڈرن کے مطابق انڈونیشیا اور تھائی لینڈ میں سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ کے باعث ہزاروں بچے اسکول نہیں جا پارہے۔ جنوبی تھائی لینڈ میں تقریباً76 ہزار بچے تعلیمی سرگرمیوں سے دور ہیں جبکہ انڈونیشیا میں ایک ہزار سے زائد اسکول یا تباہ ہو چکے ہیں یا بند ہیں، بعض کو ایمرجنسی شیلٹرز کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ تنظیم کا کہنا ہے کہ متاثرہ بچوں کو تعلیم کے ساتھ ساتھ نفسیاتی اور حفاظتی امداد کی فوری ضرورت ہے، جبکہ جاری بارشوں کے باعث حالات مزید خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ادھر بھارتی ریاست تامل ناڈو بھی سمندری طوفان دتوا سے متاثر ہے، جہاں چنائی میں شدید بارشوں کے باعث فلائٹ آپریشن معطل کر دیا گیا ہے۔

وزیراعظم مودی نے روسی صدر ولادیمیر پوتن کا دہلی ایئرپورٹ پر گلے لگا کر کیا والہانہ استقبال

دہلی: (بھارت نیوز ایجنسی) دہلی کے پالم ایئرپورٹ پر روس کے صدر ولادیمیر پتن کا پلین لینڈ ہو گیا ہے۔ پتن دو روزہ دورے پر ہندوستان آئے ہوئے ہیں۔ وزیراعظم مودی نے صدر پتن کا ایئرپورٹ پر گرم جوشی سے استقبال کیا، جس کے بعد ان کا گارڈ آف آنر سے استقبال کیا گیا۔ استقبال کے بعد دونوں لیڈران ایک ہی گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ وہ وزیراعظم مودی کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ پتن اور پی ایم مودی دہلی کے پالم ایئرپورٹ سے ایک ہی گاڑی میں روانہ ہوئے تھے۔ ایئرپورٹ پر وزیراعظم مودی نے روسی صدر پتن کا والہانہ اور شاندار استقبال کیا۔ ولادیمیر پتن کا طیارہ جمعرات کی شام تقریباً 6 بج کر 52 منٹ پر دہلی واقع پالم ایئرپورٹ پر لینڈ ہوا۔ اس کے بعد وزیراعظم نریندر مودی نے ان کا استقبال کیا۔ کچھ دیر بات چیت کے بعد دونوں لیڈران ایک ہی گاڑی میں بیٹھ کر ایئرپورٹ سے سیدھے سردار پٹیل مارگ واقع وزیراعظم مودی کی رہائش گاہ 7 لوک کلیان مارگ پہنچ گئے۔ دونوں لیڈران کا ہی ایک ہی کار میں سوار ہو کر باہر نکلنا ہر طرف سرخیوں میں ہے۔ وزیراعظم مودی کی رہائش گاہ 7 لوک کلیان مارگ پر وزیراعظم مودی اور صدر پتن پرائیویٹ ڈنر کریں گے۔ اس دوران ایئرپورٹ سے وزیراعظم مودی کی رہائش گاہ تک سیکورٹی سخت کر دی گئی۔ اس سے پہلے وزیراعظم مودی نے جس طرح سے پروٹوکول توڑ کر صدر ولادیمیر پتن کا استقبال کیا ہے، اس سے روس بھی حیران ہے۔ روس نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ وزیراعظم مودی استقبال کریں گے۔ آپ کو بتا دیں کہ روسی صدر ولادیمیر پتن اور وزیراعظم مودی کی کیمسٹری جگ ظاہر ہے۔ حال ہی میں جب پتن اور وزیراعظم مودی چین کے تیانجن میں ملے تھے، تب بھی دونوں لیڈران کی دوستی کو دنیا نے دیکھا تھا۔ روس کے صدر ولادیمیر پتن کے ہندوستان دورے پر امریکہ اور چین سمیت پوری دنیا کی نگاہیں مرکوز ہوئی ہیں۔ ولادیمیر پتن جب دہلی کے پالم ایئرپورٹ پر اترے تو انہوں نے وزیراعظم مودی سے نہ صرف ہاتھ ملایا بلکہ گلے بھی لگایا، جس سے پوری دنیا حیران رہ گئی۔ روسی صدر ولادیمیر پتن ایئرپورٹ سے براہ راست وزیراعظم کی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ پتن ہندوستان کے دو روزہ سرکاری دورے پر ہیں۔ وہ 5 دسمبر کو دہلی میں وزیراعظم نریندر مودی کے ساتھ 23 ویں ہندوستان-روس سالانہ چوٹی کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ پتن کا سرکاری پروگرام جمعہ 5 دسمبر کو ہوگا۔ اس کا آغاز راشٹرپتی بھون میں صدر دروپدی مرمو کے ساتھ ملاقات سے ہوگا۔ وہاں سے صدر پتن راج گھاٹ جا کر یادگار پر خراج عقیدت پیش کریں گے۔ اس کے بعد وہ حیدرآباد ہاؤس جائیں گے۔ سربراہی اجلاس کے دوران پتن وزیراعظم نریندر مودی سے ملاقات کریں گے، جہاں خام تیل کے سودے، ایس 400 میزائل سسٹم کی خرید اور فری ٹریڈ ایگریمنٹ (ایف ٹی اے) پر بات چیت ہونے کی امید ہے

بابری مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کا اعلان کرنے پر رکن اسمبلی ہمایوں کبیر ترنمول کانگریس سے تاحیات معطل

کولکاتا:/بھارت مغربی بنگال میں سیاسی اتھل پتھل کے درمیان ترنمول کانگریس نے ایک بڑا قدم اٹھاتے ہوئے بھرت پور کے ایم ایل اے ہمایوں کبیر کو پارٹی سے تاحیات معطل کر دیا ہے۔ کولکاتا کے میئر اور شہری ترقی کے وزیر فرہاد حکیم نے جمعرات کو ایک پریس کانفرنس میں یہ اعلان کیا۔ فرہاد حکیم نے کہا کہ ہمایوں کبیر کا اب ترنمول کانگریس سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ پارٹی مذہب کے نام پر نفرت کی سیاست کو برداشت نہیں کرتی اور ایسے افراد سے کوئی تعلق نہیں رکھ سکتی۔ وزیر نے یہ بھی کہا کہ یہ کارروائی پارٹی کی تادیبی کمیٹی نے ترنمول سربراہ ممتا بنرجی کی منظوری کے بعد کی ہے۔

جنگ بندی کے باوجود غزہ میں آگ برس رہی ہے

غزہ:(ایجنسیاں) اسرائیلی فوج نے جنگ بندی کے طے شدہ معاہدے کے باوجود غزہ کی پٹی میں متعدد مقامات پر بم باری کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ العربیہ کے نمائندے کے مطابق اسرائیل نے غزہ کی پٹی کے جنوبی شہر رفح پر شدید فضائی حملے کیے۔ نمائندے نے یہ بھی بتایا کہ خان یونس کے مشرقی علاقوں پر بھاری توپ خانے سے گولہ باری کی گئی جبکہ غزہ شہر کے مشرق میں واقع الزیتون اور الشجاعیہ کے رہائشی علاقوں میں گھروں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ اس سے قبل اسرائیلی فوج نے اعلان کیا تھا کہ اس نے گذشتہ چند دنوں کے دوران جنوبی رفح کے علاقے میں سرنگوں کو نشانہ بنانے والی فضائی اور زمینی کارروائیوں میں ”40 سے زائد مسلح افراد“ کو ہلاک کر دیا۔ خان یونس کے مشرقی حصے میں جو "یلولائن" کہلاتا ہے، پیر کے روز ایک نئی عسکری جارحیت دیکھی گئی جب اسرائیلی توپ خانے نے کئی مقامات پر شدید گولہ باری کی۔ اس کے ساتھ ساتھ نیچی پرواز کرنے والے ہیلی کاپٹروں سے فائرنگ بھی کی گئی، جو شہر کے مشرقی محور میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کی علامت ہے۔ اسی "یلولائن" کے ساتھ ساتھ غزہ کی پٹی کے مشرق میں اسرائیلی فضائیہ نے متعدد علاقوں پر حملے کیے اور الشجاعیہ اور التفاح کے محلّوں کو راکٹوں سے نشانہ بنایا۔ گیارہ اکتوبر کو جنگ بندی کے نافذ ہونے کے بعد سے اب تک 356 فلسطینی جاں بحق اور 908 زخمی ہو چکے ہیں۔ اس طرح سات اکتوبر 2023 کو جنگ کے آغاز سے اب تک اسرائیلی بم باری میں جاں بحق ہونے والوں کی مجموعی تعداد 70,103 اور زخمیوں کی تعداد 170,985 تک پہنچ گئی ہے۔ یہ اعداد و شمار غزہ میں وزارت صحت کی جانب سے جاری کیے گئے۔ دریں اثناء ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق منگل کے روز اسرائیلی فورسز نے دو مزید مشتبہ فلسطینیوں کو فائرنگ کر کے قتل کیا۔ اسرائیلی دعویٰ ہے کہ یہ دونوں وہی افراد تھے جو تین اسرائیلیوں کو زخمی کرنے والے حملوں میں مطلوب تھے۔ یہ واقعات ایسے وقت میں سامنے آئے ہیں جب علاقے میں گذشتہ ہفتوں کے دوران تشدد میں تیزی دیکھنے میں آئی ہے۔ اسرائیلی فوج کے مطابق اس کی نفری نے ایک شخص کو اس وقت گولی مار کر ہلاک کیا جب اس نے عطیرت کے قریب دو فوجیوں پر چاقو سے حملہ کیا۔ فوج نے کہا کہ واقعے کی جانچ جاری ہے۔ اسرائیلی امدادی سروس "مدا" نے دو فوجیوں کے معمولی زخمی ہونے کی تصدیق کی۔ جنوب غرب اردن میں بھی فوج نے ایک فلسطینی کو فائرنگ کر کے اس وقت مارا جب اس نے پہلے گاڑی چڑھا کر ایک اسرائیلی خاتون فوجی کو زخمی کیا تھا۔

یوکرین جنگ کا خاتمہ آسان نہیں: امریکی صدر کا بیان

واشنگٹن:(ایجنسیاں) شائع خبروں کے مطابق امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے کابینہ کے اجلاس میں یوکرین کی جنگ کو 'بڑا جھنجھٹ' قرار دیتے ہوئے کہا کہ اسے ختم کرانا اتنا آسان نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ تقریباً چار سال سے جاری اس جنگ کو حل کرنا اتنا آسان نہیں جتنا کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں۔ صدر ٹرمپ بارہا کہہ چکے ہیں کہ وہ یوکرین جنگ کو ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کی ثالثی کی کوششوں کا اب تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ الاسکا میں پوتن کے ساتھ ان کی ملاقات اور یوکرین کے صدر ولادیمیر زیلنسکی سے ملاقاتوں کے باوجود کوئی ٹھوس پیش رفت نہیں ہوئی۔ دریں اثناء منگل کو ٹرمپ کے خصوصی ایلچی سٹیو وٹ کوف اور داماد جیرڈ کشنر نے ماسکو میں روسی صدر ولادیمیر پوتن سے ملاقات کی۔ مذاکرات کا مقصد جنگ کے خاتمے کے لیے ممکنہ امن فارمولے پر بات کرنا تھا۔ ملاقات سے پہلے، پوتن نے یورپ پر ایسی تجاویز پیش کرنے کا الزام لگایا جو روس کے لیے "مکمل طور پر ناقابل قبول" ہیں اور ان کا مقصد ٹرمپ کے امن اقدام کو روکنا ہے۔ پوتن نے خبردار کیا کہ اگر یورپ نے روس کے ساتھ جنگ کی کوشش کی تو اسے شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور روس کے پاس مذاکرات کا کوئی آپشن نہیں بچے گا۔ روسی صدر نے یہ بھی کہا کہ اگر یوکرین نے بحیرہ اسود میں روس کے 'شیڈو فلیٹ' پر ڈرون حملے جاری رکھے تو روس یوکرین کے سمندری روابط کو مکمل طور پر منقطع کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

روس اس وقت یوکرین کے تقریباً 19 فیصد علاقے پر قابض ہے، جو کہ 2023 کے مقابلے میں صرف ایک فیصد زیادہ ہے۔ اگرچہ 2025 میں روس کی پیش قدمی پچھلے تین سالوں کے مقابلے میں تیز رہی ہے، لیکن وہ اب بھی پورے یوکرین پر قبضہ کرنے میں ناکام رہا۔

نیتن یاہو کے خلاف اسرائیلی صدر کے گھر کے سامنے مظاہرے

تل ابیب:(ایجنسیاں)۔

تل ابیب میں اسرائیلی صدر ہرزوگ کی رہائش گاہ کے سامنے اسرائیلی وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو کو ممکنہ معافی دیے جانے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مظاہرے شروع ہو گئے۔ مظاہرین نے ممکنہ فیصلے کے خلاف نیتن یاہو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نعرے لگائے اور زور دیا کہ وہ بریت کے حقدار نہیں ہیں۔ یہ مطالبہ اور مظاہرے اسرائیلی وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو کی جانب سے اسرائیلی صدر اسحاق ہرزوگ سے معافی کی درخواست کرنے کے بعد سامنے آئے ہیں۔ نیتن یاہو نے اس اقدام کی حوصلہ افزائی کرنے والے محرکات کی وضاحت کرتے ہوئے اتوار کو ایک ویڈیو خطاب میں کہا کہ اسرائیل کو بڑے چیلنجز اور اس کے ساتھ عظیم مواقع درپیش ہیں۔ خطرات کو روکنے اور مواقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے قومی اتحاد کی ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے مقدمے کی مسلسل سماعت ملک کو اندر سے تقسیم کر رہی ہے، گہرے اختلافات پیدا کر رہی ہے اور تقسیم کو مزید گہرا کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا میں، بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح، پر اعتماد ہوں کہ مقدمے کا فوری طور پر اختتام کشیدگی کو کم کرنے اور وسیع مفاہمت کو فروغ دینے میں بہت زیادہ حصہ ڈالے گا۔ اسی کی ہماری ریاست کو اشد ضرورت ہے۔ مزید برآں انہوں نے کہا کہ وہ معافی کی درخواست کرنے کا فیصلہ کرنے میں بہت ہچکچاہٹ کا شکار تھے لیکن انہوں نے وضاحت کی کہ حالیہ دنوں میں جو کچھ ہوا، اس نے پلڑا بھاری کر دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان کے مقدمے کی سماعت کرنے والے ججوں کی تشکیل کی وجہ سے، انہیں ہفتے میں تین بار گواہی دینے کے لیے کہا گیا ہے،" اس مطالبے کو ناممکن قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ اسرائیل میں کسی دوسرے شہری پر مسلط نہیں کیا جاتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے اپنے فیصلے میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی طرف سے اپنے اسرائیلی ہم منصب کو بار بار کی اپیلوں کو بھی مد نظر رکھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ٹرمپ نے مقدمے کو فوری طور پر ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے تا کہ وہ اسرائیلی وزیر اعظم کے ساتھ مل کر دونوں ممالک کے درمیان مشترکہ اہم مفادات کو ایک ایسے وقت میں آگے بڑھا سکیں جو شاید دوبارہ نہ آئے۔ آخر میں انہوں نے اشارہ کیا کہ ان تمام وجوہات کی بنا پر ان کے وکلا نے آج اسرائیلی صدر کو معافی کی درخواست پیش کی۔ یاد رہے عام طور پر ملزم کے اعتراف جرم کے بغیر صدر معافی نہیں دے سکتے جب تک کہ ڈرامائی غیر معمولی حالات موجود نہ ہوں جو عدالتی طور پر طے ہوں۔

اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹشپ ارسال کریں
+918795979383-
+9779817619786

غزہ اسلامک یونیورسٹی میں 2 سال بعد کلاسز کا آغاز

غزہ:(ایجنسیاں) غزہ میں دو برس بعد تعلیمی سرگرمیوں کا سلسلہ دوبارہ بحال ہو گیا ہے جہاں اسلامک یونیورسٹی آف غزہ نے بمباری سے متاثرہ عمارتوں میں دوبارہ بالمشافہ کلاسز شروع کر دی ہیں۔ جنگ کے دوران یونیورسٹی کو بھاری نقصان پہنچا تھا۔ کئی عمارتیں ملبے میں تبدیل ہو گئی تھیں تاہم اب مرمت شدہ اور جزوی طور پر کھلے ٹوٹے پھوٹے کمروں میں شعبۂ طب اور ہیلتھ سائنس کے طلبہ واپس آ گئے ہیں۔ گزشتہ دو سال کے دوران تمام تعلیمی سرگرمیاں مکمل طور پر بند رہیں اور آن لائن کلاسز بھی نقل مکانی، بجلی کی عدم دستیابی اور تباہ شدہ بنیادی ڈھانچے کے باعث تقریباً ناممکن رہیں۔ اس عرصے میں غزہ کا پورا تعلیمی نظام شدید متاثر ہوا۔ فلسطینی حکام کے مطابق اسرائیلی کارروائیوں کے نتیجے میں 165 تعلیمی ادارے مکمل تباہ جبکہ 392 عمارتیں جزوی طور پر متاثر ہوئیں۔ یونیورسٹی کی کئی عمارتیں اب بھی ان بے گھر خاندانوں کے عارضی ٹھکانے کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں جن کے گھر جنگ میں تباہ ہو گئے۔ انتظامیہ نے حکام سے اپیل کی ہے کہ متاثرہ خاندانوں کے لیے فوری متبادل رہائش فراہم کی جائے تاکہ تعلیمی عمل مسلسل جاری رہ سکے۔ یونیورسٹی کے صدر نے تدریسی سرگرمیوں کی بحالی کو تاریخی لمحہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ کلاسز بتدریج شروع کی جا رہی ہیں اور طلبہ کی واپسی اس امر کی علامت ہے کہ فلسطینی قوم زندگی، علم اور امید سے جڑے رہنے کا پختہ عزم رکھتی ہے۔

سابق وزیر اعظم اولی کو 9 ستمبر کے حادثے کی ذمہ داری قبول کرنی چاہئے: سابق صدر بھنڈاری

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: سابق صدر ودیا بھنڈاری نے کہا ہے کہ اس وقت کی حکومت کو 8 ستمبر کے واقعہ کی ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔ اس وقت سی پی این-یوایم ایل کے چیئر مین کے پی شرما اولی وزیر اعظم تھے۔ ایک انٹرویو میں بھنڈاری نے، جو کہ یوایم ایل کے سابق نائب صدر بھی ہیں، کہا کہ اولی کو اس وقت کی حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے اس کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔ چونکہ یہ اس وقت کی حکومت کے دور میں ہوا تھا، اس لیے اس معاملے کو اس وقت کی حکومت کی طرف مختلف انداز میں نہیں لینا چاہیے، کیوں کہ موجودہ حکومت میں، موجودہ حالات میں اگر اس وقت کوئی واقعہ ہو جاتا تو کیا آپ کہیں گے کہ جب قدرتی آفات آتی ہیں تو حکومت ذمہ دار ہوتی ہے یا نہیں؟ کیا سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ حکومت کے کنٹرول میں ہے؟ لیکن پھر بھی حکومت اس قسم کے انتظامات کرنے کے لیے پیشگی نوٹس نہیں لے سکتی، موسم کے حوالے سے اعلیٰ قسم کے انتظامات کیے جائیں؟ اس وقت بدلنا ہے، کیا اس کے لیے کچھ کرنا چاہیے، یہ اس وقت ہوا جب طلبہ ریلی میں آئے، ایک طرف تو سیکیورٹی کے انتظامات بھی قدرے لاپرواہ تھے، انہوں نے کہا کہ یہ کمزور معلوم ہوتا ہے۔ ایک اور بات یہ ہے کہ ایک طرح سے طلباء پر گولی چلانا، یہ ہمارے نیپال کی تاریخ کا انتہائی افسوسناک، واقعہ ہے۔ اس وقت کی حکومت کو نہ صرف اس پر شرمندہ نہیں بلکہ اسے ذمہ داری بھی قبول کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اس کی تحقیقات ہونی چاہئیں۔ سچ سامنے لانا چاہیے لیکن جس دن ایسا ہوا اخلاقی ذمہ داری خود بخود آجاتی ہے۔ چاہے ہم اسے قبول کریں یا نہ کریں۔ متعلقہ کردار اسے مانیں یا نہ مانیں، دنیا پھر بھی کہے گی۔ 8 ستمبر کو پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے جین زی احتجاج کے دوران 19 افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اسی مقام پر گولی لگنے والے مزید چار افراد ہسپتال میں دوران علاج دم توڑ گئے۔ 9 ستمبر تک، جین زی احتجاج کے دوران کل 76 لوگ مارے گئے تھے

کاٹھمنڈو میں 74 کروڑ روپے کے کرپٹو کرنسی ریکیٹ کے الزام میں دو افراد گرفتار

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

پولیس نے 74 کروڑ روپے کے کرپٹو کرنسی ریکیٹ میں ملوث دو افراد کو گرفتار کیا ہے۔ یہ ایک ہفتے میں کرپٹو کاروبار میں دوسری بڑی گرفتاری ہے۔ پولیس سپرنٹنڈنٹ پون کمار بھٹارائی کے مطابق کھٹمنڈو کے رہنے والے اور اصل میں مورنگ کے رہنے والے 36 سالہ وشال ڈنگول اور کاٹھمنڈو کے کالنکی کے رہنے والے 45 سالہ امیش شریسٹھ کو گرفتار کیا گیا ہے۔ مخصوص اطلاع پر کارروائی کرتے ہوئے، کھٹمنڈو ڈسٹرکٹ پولیس پریسینٹ کی ایک ٹیم نے پیر کو بیجولی بازار علاقے میں دو افراد کو گرفتار کیا۔ پولیس نے کرپٹولین دین میں استعمال ہونے والے پانچ موبائل فون بھی ضبط کر لیے۔ بھٹارائی نے کہا کہ کیس کی مزید تفتیش جاری ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس ہفتے یہ دوسری بڑی گرفتاری ہے۔ یہ پچھلے سال کرپٹو ٹریڈنگ میں ملوث دو نوجوانوں کی گرفتاری کے بعد ہوا ہے

نیپال سیلاب سے متاثرہ سری لنکا کو دولاکھ ڈولر امداد بھیجے گا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال کی حکومت نے سیلاب سے بچاؤ اور ریلیف کے لیے سری لنکا کی حکومت کو 200,000 امریکی ڈالر فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزارت خارجہ نے اتوار کو ایک بیان جاری کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اس نے سری لنکا میں سیلاب میں پھنسے ہوئے لوگوں کو بچانے اور راحت پہنچانے کے لیے 200,000 ڈالر کی امداد فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزارت نے ایک بیان میں کہا، "یکجہتی کے جذبے میں، نیپال کی حکومت نے بچاؤ اور بحالی کے لیے 200,000 امریکی ڈالر کی امداد فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔" "نیپال کی حکومت اور نیپالی عوام اس آفت سے نکلنے کے لیے سری لنکا کے عوام کے عزم اور لچک پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔ نیپالی حکومت نے بھی سری لنکا میں سیلاب سے ہونے والے نقصان پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔

سری لنکا میں ایک ہفتے سے جاری بارشوں کے باعث آنے والے سیلاب سے کم از کم 193 افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ 200 افراد لاپتہ ہیں اور 20 ہزار سے زائد گھروں کو نقصان پہنچا ہے

صدر پوڈیل نے عام انتخابات کے لیے فوج کی تعیناتی کی منظوری دے دی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

صدر رام چندر پوڈیل نے 5 مارچ کو ہونے والے آئندہ ایوان نمائندگان کے انتخابات کے دوران ضروری حفاظتی انتظامات فراہم کرنے کے لیے نیپال فوج کو متحرک کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ صدر نیپال رام چندر پوڈیل نے جمعرات کے روز ملک میں ہونے والے عام انتخابات کے دوران سیکیورٹی کے مؤثر انتظامات کو یقینی بنانے کے لیے نیپالی فوج کی تعیناتی کی باضابطہ منظوری دے دی ہے۔ یہ منظوری وفاقی کابینہ کی 8 منسیر کی اس اہم مشاورتی نشست کے فیصلے کے تحت دی گئی، جس میں 5 مارچ کو مقرر ایوانِ نمائندگان کے انتخابات کو مکمل طور پر پُرامن، شفاف اور محفوظ ماحول میں منعقد کرنے کے لیے فوج کی خدمات کو ناگزیر قرار دیا گیا تھا۔ صدر کی منظوری کے بعد انتخابی سیکیورٹی پلان مزید مستحکم ہو گیا ہے، اور فوج اب دیگر سیکیورٹی اداروں کے ساتھ مل کر ملک بھر میں امن و امان برقرار رکھنے، خدشات اور ممکنہ خطرات کی روک تھام، اور انتخابی عمل کو ہر طرح کی رکاوٹ سے پاک رکھنے میں مرکزی کردار ادا کرے گی۔ سیاسی و عوامی حلقوں میں اس فیصلے کو بروقت، مؤثر اور قومی مفاد میں اٹھایا گیا قدم قرار دیا جارہا ہے، جس سے یہ توقع بڑھ گئی ہے کہ ملک میں انتخابات پر اعتماد، محفوظ اور مکمل نظم و ضبط کے ساتھ منعقد ہوں گے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ "ایوان نمائندگان کے انتخابات کے انعقاد کے لیے حفاظتی انتظامات کے لیے نیپالی فوج کو متحرک کرنے کی منظوری دی گئی

حکومت تمام جماعتوں کو اعتماد میں لے کر الیکشن کرائے گی: وزیر داخلہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیر داخلہ اوم پرکاش آریال نے کہا ہے کہ حکومت نے 5 مارچ کو ایوان نمائندگان کے انتخابات کو پرامن، بے خوف اور منصفانہ انداز میں سیاسی جماعتوں اور تمام اسٹیک ہولڈرز کو اعتماد اور اتفاق

رائے کے ساتھ منعقد کرنے کی سمت میں قدم اٹھایا ہے۔ وزیر داخلہ نے قومی اسمبلی کی پبلک پالیسی اینڈ ڈیلیگیٹڈ لیجسلیشن کمیٹی کے اجلاس میں کرنٹ افیئرز کمیٹی کے بلائے گئے اجلاس میں شرکت کرتے ہوئے دیا۔ وزیر آریال نے کہا، "اب تک، حکومت حالات کو معمول پر لانے اور

وزیر صحت نے ہندوستانی سفیر سے ملاقات کی، صحت سے متعلق تعاون پر وسیع تبادلہ خیال کیا۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

صحت اور آبادی کے وزیر ڈاکٹر سدھا شرما گوتم اور نیپال میں ہندوستانی سفیر نوین سریواستو کے درمیان جمعہ کی سہ پہر ایک باضابطہ میٹنگ ہوئی۔ ملاقات کے دوران دونوں ممالک کے درمیان تاریخی اور بے مثال دوستی پر زور دیا گیا اور صحت کے شعبے میں دوطرفہ تعاون کو مزید مضبوط بنانے، پائیدار بنانے اور اس پر اثر انداز ہونے پر تفصیلی بات چیت کی گئی۔ وزیر صحت گوتم نے صحت کے شعبے میں ہندوستان کی مسلسل حمایت پر اظہار تشکر کیا اور کہا کہ نیپال اور ہندوستان کے تعلقات گہرے اور بھروسہ مند ہیں۔ انہوں نے زچہ و بچہ کی صحت دماغی صحت ہیلتھ انشورنس نیشنل ڈرگ لیبارٹری کی جانچ کی صلاحیت کو بڑھانا اور بیرون ملک کام کرنے والے نیپالی کارکنوں کی صحت کی حفاظت کو حکومت کی ترجیحات میں درج کیا۔ ہندوستان نیپال تعلقات کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے، سفیر سریواستو نے نیشنل ڈرگ لیبارٹری کو اپ گریڈ کرنے کے لیے عمارت کی تعمیر ضروری آلات کی فراہمی اور تربیت یافتہ انسانی وسائل تیار کرنے میں تعاون جاری رکھنے کے لیے اپنے عہد کا اظہار کیا

ضروری اعلان

قلمکار حضرات اپنے مضامین دلائل کے ساتھ ہی ارسال فرمائیں بغیر دلائل کے کوئی بھی مضمون قابل قبول نہیں ادارتی ٹیم:

نوٹ: کسی بھی مضمون میں ایڈیٹر کو حسب ضرورت تصرف یا ترمیم کا حق حاصل ہوگا، مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

مسکان خاتون این سی پی میں مرکزی رکن منتخب

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
:احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: نیپالی کمیونسٹ پارٹی نے اعلان کیا ہے کہ وہ خواتین کے خلاف تشدد کے خلاف سرگرم مسکان خاتون اور گینیجی کی رہنما کو مرکزی رکن بنائے گی۔ جمعرات کو قومی اسمبلی کی عمارت میں منعقدہ پارٹی اتحاد کے اعلان کے اجلاس میں، این سی پی کے کوآرڈینیٹر مادھو کمار نیپال نے اعلان کیا کہ خاتون کو مرکزی رکن منتخب کیا گیا۔ مسکان خاتون نے نیپالی کمیونسٹ پارٹی (این سی پی) میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ کوآرڈینیٹر پرچنڈ کے سیکرٹریٹ کے مطابق، خاتون نے 100 دیگر جین زی نوجوانوں کے ساتھ پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ خاتون نیپالی انسانی حقوق کی کارکن بھی ہیں۔ وہ 15 سال کی عمر میں تیزاب کے حملے کا شکار ہوئیں۔ 21 سالہ خاتون کو 2021 کا انٹرنیشنل ویمن آف کریج ایوارڈ ملا۔ اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے، اس نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ ہر قسم کے تشدد کے خلاف لڑیں، نہ کہ صرف تیزاب کے حملوں کے خلاف۔ انہوں نے کہا، "پانچ سال پہلے، مجھ پر تیزاب سے حملہ کیا گیا تھا۔ میں نے اس کے خلاف مسلسل مہم چلائی۔ میں کامیاب رہی۔ میں سمجھتی ہوں کہ تیزاب کے حملے ہی تشدد کی واحد شکل نہیں ہیں۔ تشدد کی اور بھی بہت سی شکلیں ہیں جن کا بہنوں اور بھائیوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہر قسم کے تشدد کو ختم کرنا ضروری ہے"۔ انہوں نے اپنے یقین کا اظہار کیا کہ نیپالی کمیونسٹ پارٹی ملک میں بدعنوانی اور تشدد کے خاتمے کے لیے کام کرے گی اور یہی مقصد ہوگا۔

فعال سیاست کرنے کے لئے ہمیں عہدوں کی ضرورت نہیں: پرچنڈ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: نیپالی کمیونسٹ پارٹی کے چیئر مین پشپ کمل دہال نے کہا ہے کہ وہ اس ذہنیت میں نہیں ہیں کہ وہ اس وقت تک عہدے پر رہیں جب تک کہ فعال سیاسی مصروفیات کے لیے ماحول پیدا نہ ہو۔ یہ بیان انہوں نے کاٹھمانڈو میں منعقدہ اتحاد اعلامیہ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ زیادہ تر لیڈر عمر کے آخری نصف میں ہیں۔ لیکن جین زی قوم کے تئیں ذمہ داری، قوم کو ہر قیمت پر بچانے کی ضرورت اور سوشلزم کے سفر کو ہر قیمت پر آگے بڑھانے کے معاملے میں نوجوانوں سے کم نہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ آخر تک فعال کردار ادا کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ جین زی کو صحیح راستے پر لانا چاہتے ہیں اور سوشلسٹ انقلاب کو مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا، 'اگرچہ ہم عمر کے لحاظ سے آج یہاں موجود لیڈر ہیں۔ ہم آخری نصف میں ہیں۔ لیکن ہم قوم کے تئیں اپنی ذمہ داری کے معاملے میں، کسی بھی قیمت پر اس قوم کو بچانے کے معاملے میں، اور کسی بھی قیمت پر سوشلزم کے سفر کو آگے بڑھانے کے معاملے میں کسی جین زی جوان سے کم نہیں ہیں۔ ہم اس کردار کو آخر تک نبھانا چاہتے ہیں۔ ہم جین زی نوجوانوں کے حقیقی سرپرست بننا چاہتے ہیں۔ ہم انہیں صحیح راستے پر لانا چاہتے ہیں اور سوشلسٹ انقلاب کو مکمل کرنے کے لیے اس طاقت کو یکجا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم عہدے پر رہنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ ہمیں عہدے پر رہنا چاہیے۔ اگر ہمیں ایسا ماحول دیا جائے جہاں ہم سیاست میں سرگرم ہو سکیں تو ہمارے لیے عہدہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ ان کا مقصد انتخابات کے لیے ماحول بنانا ہے۔ نیپالی کمیونسٹ پارٹی کا کہنا ہے کہ وہ نوجوانوں کی آواز اٹھائے گی

بیرون ملک مقیم نیپالیوں کے لیے ووٹنگ کا انتظام نہیں کیا جاسکتا۔ الیکشن کمیشن

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

الیکشن کمیشن کے چیف کمشنر رام پرساد بھنڈاری نے حکومت کو مطلع کیا ہے کہ وقت کی کمی کی وجہ سے بیرون ملک مقیم نیپالیوں کے لیے ووٹنگ اور انٹر حلقہ ووٹنگ کا انتظام کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ انہوں نے یہ اعلان اتوار کے روز وزیر اعظم سشیلا کارکی کے چیف ایڈوائزر کے ساتھ ملاقات کے دوران کیا، وقت کی کمی اور پارٹی اتفاق رائے تک پہنچنے میں ناکامی کا حوالہ دیا۔ الیکشن کمیشن کے ایک سینئر افسر نے بتایا کہ میٹنگ میں بیرون ملک سے ووٹنگ اور انٹر حلقہ ووٹنگ پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ وزیر اعظم کے چیف ایڈوائزر، کھنال نے چیف کمشنر سے ملاقات کا اعتراف کیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ملاقات کے دوران دیگر مسائل پر بات نہیں ہوئی۔ الیکشن کمیشن کے ایک اہلکار نے بتایا کہ یہ بات چیت اس تناظر میں ہوئی ہے کہ حکومت بیرون ملک مقیم نیپالیوں کے لیے ووٹنگ کے انتظامات کرنے کے لیے ایک آرڈیننس جاری کر رہی ہے۔ الیکشن کمیشن کے اہلکار نے کہا، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ چیف الیکشن کمشنر نے واضح کر دیا ہے کہ بیرون ملک مقیم نیپالیوں کے لیے ووٹنگ کا انتظام کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ حکومت نے وزیر اعظم کے چیف ایڈوائزر کو بتایا ہے کہ آرڈیننس لانے اور اس پر عمل درآمد نہ کرنے کی صورت حال مسائل پیدا کرے گی۔ وزارت قانون نے اتوار کو ایک آرڈیننس وزارت داخلہ کو بھیجا ہے تاکہ بیرون ملک مقیم نیپالیوں کے ووٹ ڈالنے کے انتظامات میں قانونی پیچیدگیوں کو دور کیا جا سکے۔ وزارت داخلہ اس آرڈیننس کو وزراء کی کونسل میں لے جانے کی تیاری کر رہی ہے۔ تاہم الیکشن کمیشن نے کہا ہے کہ آرڈیننس کے آنے سے کمیشن پر دباؤ بڑھے گا اور اس پر عمل درآمد میں چیلنج پیدا ہوگا۔ وزارت داخلہ کے مطابق، حکومت مجوزہ آرڈیننس پر الیکشن کمیشن کے ساتھ مل کر فیصلہ کرے گی، جس میں بیرون ملک سے ووٹنگ اور حلقہ بندیوں کے درمیان ووٹنگ کے مسائل شامل ہیں

نیپال ایئر لائن کے عملے کے رکن کو دوحہ پولیس نے سونے کی اسمگلنگ کے معاملے میں حراست میں لیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: نیپال ایئر لائن کے عملے کے رکن سندیش تیواری کو دوحہ پولیس نے سونے کی اسمگلنگ کے الزام میں حراست میں لے لیا ہے۔ نیپال ایئر لائنز نے پیر کو ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ تیواری کو تین ماہ کے لیے

معطل کر دیا گیا ہے۔ تیواری سے آٹھ تولہ سونا برآمد ہوا۔ نیپال ایئر لائن کی ترجمان ارچنا کھڑکا نے کہا کہ یہ واقعہ 29 نومبر کو پیش آیا۔ پرواز نمبر آر اے 240 دوحہ سے کھٹمنڈو آنے والی تھی۔ دوحہ ہوائی اڈے کی کسٹم جانچ کے دوران تیواری کے پاس سے آٹھ تولہ سونا برآمد ہوا۔ جس کی وجہ سے پرواز کو تقریباً 35 منٹ تک روکنا پڑا۔ نیپال ایئر لائنز دوہا کے اسٹیشن منیجر کرشنا بجگیٔی نے اس کی تصدیق کی۔

دار العلوم اہلسنت تنویر الاسلام میں نصف درجن طلبہ نے حفظ قرآن مکمل کیا

حفظ قرآن کی سعادت کے مقابل تمام لطف و کرم اور سعادتیں ثانوی درجہ رکھتی ہیں۔ مولانا مفتی احمد رضا مصباحی اعظمی

حافظ نوشاد احمد نے ایک ہی نشست میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی

سنت کبیر نگر (اخلاق احمد نظامی)
مرکزی درسگاہ دار العلوم اہلسنت تنویر الاسلام امرڈوبھا پوسٹ بکھرا ضلع سنت کبیر نگر میں آج جمعرات کو نصف درجن حفاظ کرام بالترتیب حافظ نوشاد احمد ابن امتیاز احمد، شہزاد احمد ابن عبد الرب، محمد وسیم احمد ابن جنید احمد، عدنان احمد ابن علی احمد، محمد احسان ابن نثار احمد اور نفیس احمد ابن نظیر احمد نے اپنے مشفق استاذ قاری محمد احسان برکاتی سمیت دیگر علماء، مشائخ اور حفاظ کی ٹیم کے روبرو قرآن مجید کی آخری چند سورتوں کو سنا کر اللہ کے کلام کو اپنے سینے میں محفوظ کرلیا تو وہیں حفاظ کرام کی اسی مقدس جماعت میں شامل نوشاد احمد ابن امتیاز احمد نے صرف ساڑھے نو گھنٹے میں اور ایک ہی نشست میں مکمل قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کی اور داد و تحسین سے نوازے گئے، اس موقع پر حفاظ کرام کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں خوش نصیب حفاظ کرام کو داد و تحسین اور مبارک باد سے نوازا گیا تاہم پروگرام کو خطاب کرتے ہوئے معروف عالم دین و دار العلوم ہذا کے صدر مفتی مولانا مفتی احمد رضا مصباحی اعظمی نے کہا کہ اس خاندان گیتی پر سیکڑوں انسان بستے ہیں اور اپنی متعینہ زندگی گزار کر دار بقا کی طرف کوچ کر جاتے ہیں۔ بیشتر انسان اپنے مقصد کو فراموش کر کے دنیا کو پانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور از صبح تا شام لہو و لعب میں مصروف ہو کر اپنا قیمتی وقت ضائع کردیتے ہیں انہیں ذرہ برابر احساس نہیں ہوتا کہ گزرا ہوا وقت دوبارہ واپس نہیں آئے گا۔
مگر اسی نیلگوں آسمان تلے اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی بستے ہیں جو اس کی رضا کے حصول کے لیے حتی المقدور کوشش کرتے ہیں اور اپنا قیمتی وقت کار خیر میں صرف کرنے کی سعی کرتے ہیں انہیں خوش نصیب گروہ میں حفاظ کرام کی یہ ٹیم شامل ہے۔ مفتی احمد رضا مصباحی اعظمی نے کہا کہ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کو حفظ کر کے خود کو شریعت مطہرہ کے اصول پر عمل پیرا کرنے کی جہد مسلسل کرتے ہیں حافظ قرآن کے لئے یقیناً یہ وہ نورانی سعادت ہے جس کے مد مقابل تمام لطف و کرم اور سعادتیں ثانوی درجہ رکھتی ہیں۔
مفتی احمد رضا مصباحی اعظمی نے کہا کہ بڑے مبارکباد کے مستحق ہیں استاذ الحفاظ والقراء حضرت حافظ و قاری احسان احمد برکاتی جو بڑی محنت اور لگن کے ساتھ اپنی ذمہ داری نبھا رہے ہیں آج اسی محنت کا نتیجہ ہے کہ ان کی بافیض درسگاہ سے نصف درجن بچے حافظ قرآن بن گئے اور ایک بچہ ایک ہی نشست میں مکمل قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کرلی اس سے قبل پروگرام کا آغاز تلاوت کلام اللہ سے ہوا اس کے بعد دیگر شعراء و نعت خواں نے بارگاہ رسالت میں منظوم خراج عقیدت پیش کئے
پروگرام کی سرپرستی مولانا محمد مکرم خان مصباحی رئیس الاساتذہ و صدارت مولانا امام علی رضوی شیخ الحدیث دار العلوم ہذا نے کی پروگرام میں ادارہ کے ناظم اعلی محمد احمد انصاری، مولانا حبیب الرحمن ازہری، مولانا جمیل الرحمن ازہری مولانا عبد الکریم قادری، مولانا رحیم الدین یار علوی، مولانا عابد علی ازہری، مولانا محمد ارشد علیمی، قاری عبد المصطفی، قاری زبیر احمد سبحانی، قاری عتیق الرحمان نظامی حاجی نثار احمد اور کلرک محمد امین انصاری کے علاوہ دار العلوم ہذا کے اساتذہ، طلبہ و دیگر معزز مہمان موجود تھے
اخیر میں مولانا شبیر احمد اشرفی خلیفہ حضور اجمل العلماء کچھوچھہ شریف نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں دار العلوم ہذا کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور اساتذہ کرام کو خلوص و للہیت کے ساتھ دین متین کی خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرمائے ساتھ ہی ساتھ حفاظ کرام کے علاوہ دیگر طلبہ کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ پروگرام کا اختتام صلوۃ و سلام سے ہوا۔۔۔۔۔

www.nepalurdutimes.com

امید پورٹل پر وقف املاک کی تفصیلات اپلوڈ کرنے کی آخری تاریخ قریب، اقلیتی محکمہ فکر مند

ضلع اقلیتی افسر کملیش کمار موریہ نے مذہبی پیشواؤں سے اس کام میں دلچسپی لینے کی اپیل کی

نیپال اردو ٹائمز

گورکھپور (اخلاق احمد نظامی)
آج بدھ کو ضلع اقلیتی فلاح و بہبود مسٹر کملیش کمار موریہ نے ضلع میں موجود وقف املاک کو امید پورٹل پر فیڈ کرنے کی اپیل کی ہے اس سلسلے انہوں نے مکتوب نمبر 638 جاری کرتے ہوئے بتایا کہ مرکزی وزارت برائے اقلیتی امور، نئی دہلی نے ایک اہم پورٹل امید 2025 کے نام کا آغاز کیا ہے جس پے اپلوڈ اب اپنے آخری مراحل میں ہے انہوں نے بتایا کہ پورٹل پر موجودہ وقف املاک کی تفصیلات، رجسٹریشن، اکاؤنٹس، آڈٹ، اور دیگر وقف اور بورڈ کی تفصیلات کو اپ لوڈ کرنا ہے جیسا کہ مرکزی حکومت نے تجویز کیا ہے انہوں نے اپنے مکتوب کے توسط سے بتایا کہ مرکزی وزارت برائے اقلیتی امور نئی دہلی کے کے ذریعہ جاری امید پورٹل پر وقف املاک کو درج کرنے کی ہدایت پر اتر پردیش سنی سنٹرل وقف بورڈ لکھنؤ نے گورکھپور ضلع میں سنی وقف املاک کے پانچ متولیان بالترتیب محمد عظیم سامانی (متولی/ کوآرڈینیٹر)، وقف نمبر-1381 گورکھپور۔
Mob.-9415210649
اظہار الحق متولی/ کوآرڈینیٹر وقف نمبر-1 اے، بی گورکھپور۔
Mob.-7007631354
امتیاز عباسی متولی/ کوآرڈینیٹر وقف نمبر-49 گورکھپور۔
9807278202
نور الحران متولی/ کوآرڈینیٹر وقف نمبر-1377 گورکھپور۔
Mob.-6306271256
شکیل احمد متولی/ کوآرڈینیٹر وقف نمبر 65، گورکھپور۔ ہجوم
9450563416
جناب محبوب سعید حارث متولی/ کوآرڈینیٹر، وقف نمبر 87 گورکھپور، محلہ چھوٹا قاضی پور، شری آر اور رفعت حسین، عسکر گنج گورکھپور
موبائل 9415283110
متولی/ کوآرڈینیٹر وقف سکتہ T- وقف 2510
کنیز حسنین معصومہ، امام باڑہ، نبن شاہ، گورکھپور
191153698479
انہوں نے کہا کہ ضلع میں وقف املاک کے ڈیٹا کو امید پورٹل پر اپ لوڈ کرنے کا عمل بہت سست ہے، اور آخری تاریخ قریب ہے۔ اس لیے ضلع کے تمام متولیوں، مذہبی پیشواؤں، مسجد کے اماموں اور ضلع کے امداد یافتہ اور غیر امداد یافتہ مدارس کے منتظمین/ سربراہوں کو مطلع کیا ہے کہ وہ نامزد متولیوں/ کوآرڈینیٹرز سے رابطہ کریں اور امید پورٹل پر اپنے علاقے میں واقع وقف املاک درج کرنے کی ضروری کارروائی مکمل کریں
مذکورہ مکتوب کی کاپی ضلع کے کے اعلیٰ حکام کے ساتھ انفارمیشن کے ڈپٹی ڈائریکٹر، گورکھپور کو بھیجی گئی ہے انہوں نے مدارس کے مینیجرز/ پرنسپلز کو ہدایت دی ہے کہ وہ نامزد کوآرڈینیٹر سے رابطہ کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کے علاقے میں وقف املاک کو امید پورٹل پر بروقت فیڈ کیا جائے۔
واضح ہو کہ امید پورٹل پر وقف املاک کو اپلوڈ کرنے کے تحت اقلیتی دفتر نے 26.09.2025 کو سنی اور شیعہ کوآرڈینیٹروں کے ساتھ ایک میٹنگ کی تھی اور امید پورٹل پر وقف املاک کو اپ لوڈ کرنے کے حوالے سے تفصیلی جانکاری فراہم کی تھی ساتھ ہی اپ لوڈ کرنے کے لیے ضروری دستاویزات اور ایک نمونہ درخواست فارم فراہم کیا تھا لیکن امید پورٹل پر وقف املاک کو اپ لوڈ کرنے کا عمل بہت سست ہے۔
اقلیتی افسر نے بتایا کہ امید پورٹل پر وقف جائیدادوں کی تفصیلات فراہم کرنے کے لیے ضلع اقلیتی دفتر میں ایک ہیلپ ڈیسک قائم کیا ہے، جس میں مسٹر رام کرن، سروے وقف انسپکٹر گورکھپور کو ڈیسک انچارج کے طور پر نامزد کیا گیا ہے، جانکاری کیلئے ان کے موبائل نمبر 9450675536 پر آفس ٹائم رابطہ کیا جاسکتا ہے
اقلیتی افسر نے ضلع میں سنی/شیعہ وقف کے تمام متولیان اور بورڈ کی طرف سے مقرر کردہ کوآرڈینیٹروں کو مطلع کیا ہے کہ وہ بورڈ کی ہدایات کے مطابق اس بات کو یقینی بنائیں کہ ضلع کی وقف املاک کی مکمل تفصیلات امید پورٹل پر اپ لوڈ ہو جائے انہوں نے آگاہ کیا کہ اگر وقف املاک کو مقررہ مدت کے اندر امید پورٹل پر اپ لوڈ نہیں کیا گیا تو ایسی صورت میں متعلقہ وقف کے متولی اس کے ذمہ دار ہوں گے۔۔۔۔

دارین اکیڈمی جمشید پور میں الزہراوی سائنس لیب کا شاندار افتتاح

اقلیتی کمیشن کے چیئرمین سمیت اہم شخصیات کی شرکت؛ طلباء نے سائنسی موضوعات پر مختلف زبانوں میں تقاریر کیں

جمشید پور (نیپال اردو ٹائمز)
ملک کی معروف اور منفرد اقامتی درس گاہ دارین اکیڈمی، جمشید پور میں آج ایک سائنس لیب کا باضابطہ افتتاح عمل میں آیا۔ یہ افتتاحی تقریب بانی دارین اکیڈمی، حضور معمار ملت الحاج حضرت علامہ مفتی عبد المالک مصباحی کی سرپرستی میں منعقد ہوئی، جس میں کثیر تعداد سائنسی علوم میں مہارت رکھنے والے اساتذہ، دیگر تعلیمی شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے کالجز اور اسکولس کے معلمین و منتظمین، ایس، پی، ڈی ایس، پی جیسے اعلیٰ عہدے داران، مقامی علماے کرام ار معززین شہر نے شرکت کی۔
پروگرام کا آغاز اللہ تعالیٰ کے کلام پاک سے ہوا، جس کے بعد ادارہ ہذا کے ہونہار طلباء نے عقیدت اور محبت سے لبریز نعت پاک کے خوبصورت گلدستے پیش کر کے حاضرین کے دلوں کو منور کیا۔
تقریب کا خاص حصہ طلباء کی سائنسی مواد پر پیش کی گئی تقاریر تھیں، جنہوں نے اپنی فنی اور لسانی صلاحیتوں کا شاندار مظاہرہ کیا۔
متعلم عبد اللہ بن سلطان علی باغ جمشید پور نے عربی زبان میں سائنسی مواد پیش کیا۔ محمد انس رضا (جگسلائی) نے انگریزی زبان میں سائنس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ محمد فرحان رضا (پنجاب) نے اردو زبان میں سائنس کی اہمیت بیان کی۔
محمد عزیز المصطفیٰ ٹیلکو اور محمد احمد رضا (اورنگ آباد) نے بھی عربی زبان میں سائنس کی اہمیت پر زور دیا اور سب کو سائنس کی طرف متوجہ کیا۔ فیضان قریشی دھتکیڈیہہ نے انگریزی زبان میں سائنسی تحقیقات کو مدلل انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔
نظامت کے فرائض حضرت مفتی بدر عالم فیضی نظامی (صدر المدرسین) نے اردو، انگریزی اور عربی زبانوں بحسن و خوبی انجام دیا۔
مہمان خصوصی جھارکھنڈ حکومت کے چیئرمین اقلیتی کمیشن، عالی جناب ہدایت اللہ خاں صاحب تھے، جن کی گل پوشی اور چادر پوشی بانی اکیڈمی کے دست مبارک سے ہوئی۔ دیگر تمام اعزازی مہمانوں کی بھی گل پوشی کی گئی۔
چیئرمین اقلیتی کمیشن نے اپنے تاثرات میں کہا کہ: "بچہ مسجد کا امام بھی بنے اور وہی ڈاکٹر، پروفیسر، انجینئر، سائنٹسٹ بن کر دین وسنیت کا کام کرے۔ ٹھیک یہی چیزیں ہم دارین اکیڈمی کے بچوں کے اندر دیکھ رہے ہیں۔ ایک عالم یا حافظ کے ساتھ اگر ڈاکٹر یا انجینئر آفیسر ہو تو اس کی بات ہی نرالی ہے۔" ہمدرد قوم وملت ڈی ایس پی عالی جناب محمد اکرم صاحب نے اپنی گفتگو میں کہا کہ: "جیسا میں دارین اکیڈمی میں دیکھ رہا ہوں، ویسا کہیں نہیں دیکھنے کو ملتا کہ بچے ہر محاذ پر کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔"
اس سے قبل، بانی دارین اکیڈمی، حضور معمار ملت الحاج حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المالک مصباحی صاحب قبلہ نے سائنسی تحقیق کے متعلق تفصیلی بیان دیا، ابو القاسم الزہراوی کی خدمات کو اجاگر کیا، اور گاندھی جی کا قول نقل کیا کہ اگر بہتر قائد، سیاسی لیڈر اور فیصل بننا ہے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فالو کریں۔ ادارہ کے صدر عالی جناب ماسٹر اتالیق حسین نے ہدیہ تشکر پیش کیا۔ اخیر میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا گیا اور دعائیہ کلمات پر یہ پروقار محفل اختتام پذیر ہوئی۔
تقریب میں شرکت کرنے والے علماء و عوام میں حضرت مولانا حافظ عبد الواحد، قاری مشتاق عارف نقشبندی، حضرت مولانا ابرار قیصر، قاری محبوب عالم، مولانا غلام مصطفی فیضی صاحب سمیت کئی دیگر معززین کے اسماء۔ جس میں حضرت مولانا حافظ و قاری شمیم صاحب و حافظ مزمل صاحب و حافظ فرید صاحب و حافظ کلیم صاحب و حافظ ظفیر صاحب و ماسٹر غزالی صاحب و ماسٹر رمضان صاحب و ماسٹر سہیل صاحب و ماسٹر سورین و ماسٹر ہیمنت وغیرہم قابل ذکر ہیں۔
از قلم مولانا محمد عاشق حسین مرکزی

نیپال: 100 روپے کے نئے کرنسی نوٹ جاری، بھارت میں کھلبلی مچ گئی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو
نیپال کے راشٹریہ بینک نے 100 روپے کے نئے کرنسی نوٹ جاری کردیے، گزشتہ روز جاری ہونے والے نئے کرنسی نوٹ میں نیپال کا نیا نقشہ دکھایا گیا ہے، جس سے بھارت میں کھلبلی مچ گئی۔ غیر ملکی میڈیا رپورٹس کے مطابق نئے نوٹ میں کالاپانی، لپولیکھ اور لمپیادھورا جیسے متنازع علاقے دکھائے گئے ہیں، جو بھارت کے ساتھ تنازع کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق نیپال راسٹرا بینک (این آر بی) کے نئے نوٹ پر سابق گورنر مہا پرساد ادھیکاری کے دستخط ہیں، جبکہ نئے نوٹ کے اجراء کی تاریخ BS 2081 ہے، جو گزشتہ سال 2024 کو ظاہر کرتی ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق 100 روپے کے نئے کرنسی نوٹ کا ڈیزائن گزشتہ برس منظور کیا گیا تھا، یہی وجہ ہے کہ حالیہ جاری ہونے والے نئے نوٹوں پر 2024 درج ہے واضح رہے کہ 2020ء میں نیپال کے سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی کی حکومت نے ملک کا ترمیمی نقشہ جاری کیا تھا جس میں اس نے اہم اسٹریٹیجک علاقے لپولیکھ، لیمپیادھورا اور کالاپانی کو آئینی طور پر اپنا حصہ قرار دیا تھا، بعد ازاں پارلیمنٹ سے اس کی توثیق کردی گئی تھی۔ خیال رہے کہ گزشتہ برس نیپال نے سابق وزیر اعظم پشپا کمال ڈھال کی منظوری کے بعد 100 روپے کے نئے نوٹ کا ڈیزائن منظور کیا گیا تھا، جسے اب باضابطہ طور پر جاری کردیا گیا ہے، جو قابل استعمال ہے۔ اس نوٹ کی پچھلی جانب موجود پرانا نقشہ تبدیل کر کے نیا نقشہ شامل کیا گیا ہے۔ دوسری جانب بھارت نے موقف اپنایا ہے کہ لپولیکھ، کالاپانی اور لمپیادھورا کے علاقے اس کے ہیں۔ بھارت کا کہنا ہے کہ نظرثانی شدہ نقشے کو کرنسی نوٹ کا حصہ بنانا نیپال کا یکطرفہ عمل ہے۔ اس نوعیت کی مصنوعی توسیع پر مبنی علاقائی دعوے قابل قبول نہیں ہیں

مدھیش پردیش میں نئے وزیر اعلیٰ کا مطالبہ

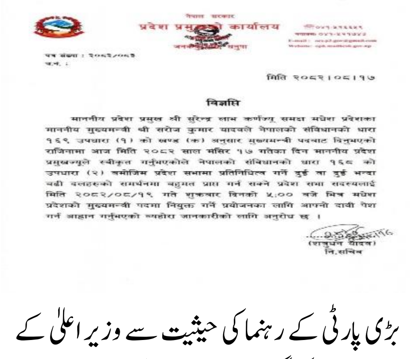
नेपाल सरकार
प्रदेश प्रमुखको कार्यालय
जनकपुरधाम, धनुषा
पत्र संख्या : २०८२/०८३
च.नं. :
मिति २०८२।०८।१७
विज्ञप्ति
माननीय प्रदेश प्रमुख श्री सुरेन्द्र लाभ कर्णज्यू समक्ष मधेश प्रदेशका माननीय मुख्यमन्त्री श्री सरोज कुमार यादवले नेपालको संविधानको धारा १६९ उपधारा (१) को खण्ड (क) अनुसार मुख्यमन्त्री पदबाट दिनुभएको राजिनामा आज मिति २०८२ साल मंसिर १७ गतेका दिन माननीय प्रदेश प्रमुखज्यूले स्वीकृत गर्नुभएकोले नेपालको संविधानको धारा १६८ को उपधारा (२) बमोजिम प्रदेश सभामा प्रतिनिधित्व गर्ने दुई वा दुई भन्दा बढी दलहरूको समर्थनमा बहुमत प्राप्त गर्न सक्ने प्रदेश सभा सदस्यलाई मिति २०८२/०८/१९ गते शुक्रबार दिनको ५:०० बजे भित्र मधेश प्रदेशको मुख्यमन्त्री पदमा नियुक्त गर्ने प्रयोजनका लागि आफ्नो दावी पेश गर्न आह्वान गर्नुभएको व्यहोरा जानकारीको लागि अनुरोध छ ।
(शत्रुधन यादव)
नि.सचिव

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
مدھیش
مدھیش صوبے میں نئے وزیر اعلیٰ کی تقرری کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ صوبائی چیف سریندر لاو کرنا نے آج وزیر اعلیٰ کا مطالبہ کیا ہے۔ نئے وزیر اعلیٰ کا مطالبہ کیا گیا ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ سروج کمار یادو کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 168، کے مطابق، دو یا دو سے زائد جماعتوں سے اکثریت حاصل کرنے والے صوبائی اسمبلی کے ارکان سے کہا گیا ہے کہ وہ 19 نومبر بروز جمعہ شام 5 بجے تک اپنے دعوے جمع کرائیں۔ سابق وزیر اعلیٰ یادو کو آئین کے آرٹیکل 168، کے مطابق سب سے بڑی پارٹی کے رہنما کی حیثیت سے وزیر اعلیٰ کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ انہوں نے آج عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ وزیر اعلی یادو نے کہا تھا کہ وہ بدھ کو اعتماد کا ووٹ حاصل کریں گے جب سپریم کورٹ نے انہیں 24 گھنٹے کے اندر اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا حکم دیا تھا۔ تاہم، اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے میں ناکام ہونے کے بعد، وزیر اعلی نے اپوزیشن جماعتوں کے خلاف اپنے غصے کا اظہار کیا اور استعفیٰ دے دیا۔ یادیو، یو ایم ایل مدھیش صوبائی پارلیمانی پارٹی کے رہنما، جنہیں 23 کارتک کو وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا، انہوں نے اس وقت کے صوبائی سربراہ سمترا سبیدی بھنڈاری کی طرف سے انہیں وزیر اعلیٰ مقرر کرنے کا خط موصول ہونے کے بعد اپنے عہدے کا حلف لیا۔ اسی مناسبت سے بدھ کی صبح صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا گیا۔ تاہم اجلاس میں کوئی بھی حکومتی نمائندہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ 107 رکنی صوبائی اسمبلی میں حکومت کو برقرار رکھنے کے لیے 54 ووٹوں کی اکثریت درکار ہے۔

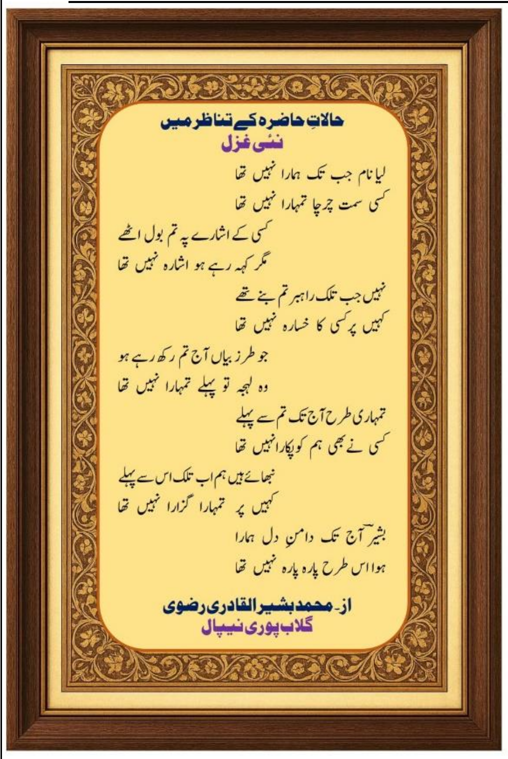

نعت شریف

رونما ذات خیر البسر ہو گئی
نور پھیلا بہ ہر سو سحر ہو گئی
جب چلے سوئے عرش بریں مصطفےٰ
کہکشاں انکی گرد سفر ہو گئی
آگئے ہیں شہہ بحر و بر دیکھئے
روشنی ہر طرف جلوہ گر ہو گئی
زندگی رقص کرتے لگی ہر طرف
ان کے آنے کی جب سے خبر ہو گئی
جب دامان خیر الوریٰ مل گیا
پھر تو قصمت شفیق اوج پر ہو گئی

جناب شفیق رامپوری بارہ بنکوی
موبائیل نمبر۔ 9307159410

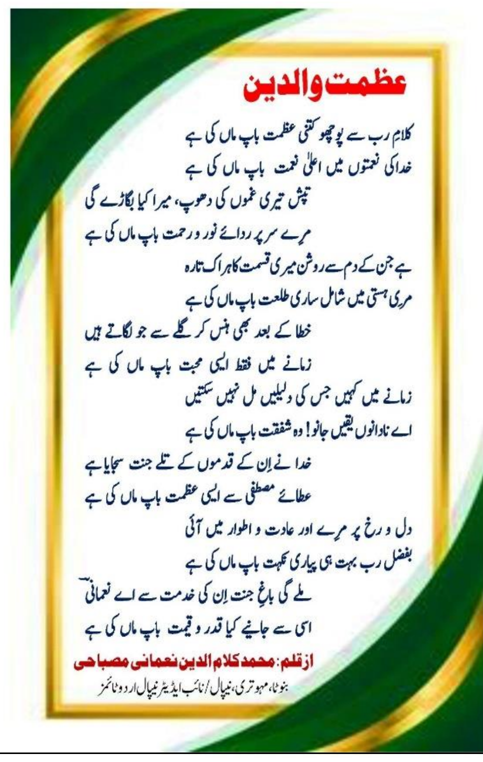

اداریہ

ملک کے بدلتے حالات!
مدھیش پردیش کے وزیر اعلیٰ کا استعفیٰ

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔۔۔۔

مدھیش پردیش کے وزیر اعلیٰ سروج کمار یادو کا اچانک استعفیٰ دینا ایک بار پھر یہ حقیقت سامنے لاتا ہے کہ نیپال کا سیاسی نظام تاحال مکمل استحکام حاصل نہیں کر سکا۔ جمہوری نظام کے قیام سے آج تک سیاسی گلیارے ہلچل کا شکار رہے ہے۔ کبھی کمیونسٹ پارٹی اقتدار میں آئی، کبھی کانگریس، اور کبھی ماؤنواز قیادت۔ کسی بھی حکومت کی آئینی مدت پوری نہ کر پانا بذاتِ خود ایک سیاسی کمزوری کی علامت ہے۔

زین جی مظاہروں کے بعد ملکی سیاست میں جو نئی بیداری پیدا ہوئی، اس نے عوام کو حکومتوں کے کارناموں اور ناکامیوں پر براہِ راست سوال اٹھانے کا حوصلہ دیا۔ سوشل میڈیا اور تعلیم یافتہ نوجوان طبقے نے جمہوری نگرانی کو پہلے سے زیادہ مضبوط کیا ہے۔ لیکن دوسری جانب سیاسی جماعتوں کی باہمی سودے بازی اور عارضی اتحادوں نے سیاسی عمل کو غیر یقینی بنا دیا ہے۔ کب کون سی حکومت تشکیل پا جائے اور کب گر جائے——اس کی پیش گوئی ممکن نہیں رہی۔

یہی غیر یقینی اب صوبائی سطح پر بھی نظر آتی ہے۔ مدھیش پردیش میں وزیر اعلیٰ کا استعفیٰ اس بات کا اشارہ ہے کہ صوبائی جماعتیں بھی مرکزی سیاست کے غیر مستحکم طرزِ عمل کو اپنا رہی ہیں۔ یہ تبدیلی نہ صرف صوبائی حکومتوں کے لیے چیلنج ہے بلکہ کمیونسٹ پارٹی کی مجموعی سیاست پر بھی اس کے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

نیپال کمیونسٹ پارٹی کے نظریاتی اصول مذہبی امتیاز، سماجی ناانصافی اور برادری کی بنیاد پر تفریق کی سختی سے مخالفت کرتے ہیں۔ اسی فکر سے امید تھی کہ ملک سماجی ہم آہنگی اور مساوات کی طرف بڑھے گا۔ لیکن زمینی سیاست کا منظر نامہ بتاتا ہے کہ نظریات اور عملی سیاست کے درمیان فاصلہ اب بھی برقرار ہے۔

آج نیپال ایک نہایت نازک موڑ پر کھڑا ہے۔ فلاحی پالیسیوں نے عوام کو سہارا ضرور دیا ہے مگر دوسری طرف کچھ عناصر نفرت اور مذہبی تقسیم کے بیج بونے میں مصروف ہیں۔ ایسے وقت میں اجتماعی ہم آہنگی اور رواداری پر مبنی سوچ کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔

مدھیش کی عوام طویل عرصے سے بنیادی سہولیات، روزگار کی کمی، اور سڑکوں وشاہراہوں کی خستہ حالی جیسے مسائل کا سامنا کرتے رہے ہیں۔ زین جی مظاہروں کے بعد کچھ مثبت تبدیلی کی امید ضرور پیدا ہوئی، لیکن حکومتوں کے بار بار بدلنے سے ترقیاتی منصوبوں میں تسلسل نہیں رہ سکا۔ وزیر اعلیٰ کے استعفے کا ان کی پارٹی اور صوبائی منصوبہ بندی پر کیا اثر پڑے گا، یہ آنے والا وقت بتائے گا۔ البتہ اتنا واضح ہے کہ نئے وزیر اعلیٰ کے لیے اقتدار سنبھالنا ایک بڑا چیلنج ہوگا۔

وہیں دوسری جانب آنے والے انتخابات کے پیش نظر سیاسی جماعتیں دوبارہ صف بندی میں مصروف ہیں۔ وزیر اعظم شوسیلا کارکی نے حال ہی میں صاف و شفاف انتخابی عمل پر زور دیتے ہوئے سیاسی ماحول کو نسبتاً پُرسکون رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ملک کی پہلی خاتون وزیر اعظم کے طور پر ان کی پالیسیوں نے امن وامان برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اگرچہ ان کے ایک بیان نے مسلم کمیونٹی میں بے چینی پیدا کی، مگر انہوں نے عوامی ردعمل کے بعد وضاحت پیش کی اور اپنی بات واپس لے کر سنجیدگی اور سیاسی اخلاقیات کا ثبوت دیا۔ ان کا شمار تعلیم یافتہ اور اصول پسند رہنماؤں میں ہوتا ہے۔

مدھیش پردیش کے وزیر اعلیٰ کا استعفیٰ محض ایک حکومتی تبدیلی نہیں، بلکہ پورے سیاسی نظام کے لیے ایک تنبیہ ہے۔ جب تک مضبوط اتحادی حکمت عملی، پختہ انتظامی ڈھانچہ، اور عوامی مسائل پر توجہ کو اولین ترجیح نہیں دی جائے گی، سیاسی عدم استحکام کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ نیپال کو اب ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو نظریاتی سچائی، شفاف حکمرانی اور اجتماعی ترقی کے راستے پر ثابت قدم رہے۔ بصورتِ دیگر، قیادتیں بدلتی رہیں گی اور عوام کے مسائل بدستور جوں کے توں قائم رہیں گے۔

بابری مسجد کا سانحہ ایک المیہ

ادیب شہیر علامہ نور محمد خالد مصباحی ازہری برکاتی

بھارتی ریاست اترپردیش کے شہر اجودھیا میں 6 دسمبر 1992 کو ہندو کارکنوں کے ایک گروہ نے 16 صدی میں تعمیر شدہ بابری مسجد کو منہدم کردیا یہ سانحہ اجودھیا میں منعقد سیاسی جلسے کے بعد پیش آیا جب جلسے نے پرتشدد رخ اختیار کرلیا ہندو دیو مولا کے مطابق اجودھیا شہر کو رام کی جائے پیدائش مانا جاتا ہے 1528 میں جب شمالی ہندوستان پر مغلوں نے حملہ کیا تو اس جگہ مغل سالار میر باقی نے ایک مسجد تعمیر کرائی جس کا نام مغل شہنشاہ بابر کے نام پر بابری مسجد رکھا پچھلی چار صدیوں سے اس جگہ پر مسلمان اور ہندو دونو عبادت کرتے رہے 1858 میں اس مقام پر پہلی بار ہندو مسلم فساد کا ذکر ملتا ہے برطانوی حکومت نے مسجد کے بیرونی احاطے پر جنگلہ لگا کر اسے الگ کردیا یہ حالات 1949 تک برقرار رہی اور اسکے بعد کسی رضاکار نے چپکے سے مسجد کے اندر رام کی مورتی رکھ دی بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مہا سبھا کے رضاکاروں نے رکھا تھا اس پر بہت تکرار ہوئی اور فریقین نے مقدمات دائر کردئے مسجد کے لوگوں نے مورتی کو مسجد کی بحرمتی سے منسوب کیا چنانچہ اس جگہ کو متنازع قرار دیکر مسجد کو مقفل کردیا گیا 1980 میں ویشو ہندو پریشد نے اس مقام پر رام مندر کے تعمیر کیلیے مہم چلائی اور بھارتی جنتا پارٹی اس کا سیاسی مہرا بنی اس فیصلے کو 1984 میں ایک ڈیسٹرک جج کے اس فیصلے سے طاقت ملی جس میں کہا گیا تھا کہ مسجد کے دروازہ کو کھول کر اس میں ہندوؤں کو عبادت کی ایجازت دی گئی ہے ستمبر 1980 کو بی جے پی کے رہنما ایل کے ایڈوانی نے اجودھیا کے جانب رتھ یاترا شروع کی جس کا مقصد ہندو قوم پرستی کی تحریک کی حمایت تھا ایڈوانی کو اجودھیا پہونچنے سے پہلے بہار کے حکومت نے گرفتار کرلیا اس کے بوجود سینگھ پروار کے مظاہرین کی بڑی تعداد اجودھیا پہونچ گئی اور مسجد پر حملہ کرنے کی کوشش کی اس دوران میں انکی نیم فوجی دستوں سے جھڑپ بھی ہوی اور کئی کارسیوک مارے گئے بی جے پی نے وی پی سنگھ کی حکومت کی حمایت ترک کردی جس کے بعد نئے انتخابات لازم ہوگے پارلیامنٹ میں بی جے پی کی حیثیت مستحکم ہوگی اور اترپردیش کے صوبائی اسمبلی میں اکثریت بھی ملی (انہدام) 6 دسمبر 1992 کو آر ایس ایس اور اسکے اتحادیوں نے ڈیڑھ لاکھ افراد مسجد کے پاس جمع کرلیئے اس دوران میں بی جے پی کے رحناوں نے تقریریں بھی کیں جن میں اڈوانی مرلی منوہر جوشی اور اوما بھاتی قابل ذکر ہیں

چند ہی گھنٹوں میں مجمع میں ہیجان پھیلنے لگا اور جے سری رام کے نعرے بلند ہونے لگے مسجد کے حملے کے پیش نظر پولیس کا پہرا لگا دیا گیا تاہم دوپہر کے وقت ایک نوجوان پولیس کو چکما دیکر مسجد پر چڑھ گیا اور زعفرانی جھنڈا لہرادیا ہجوم نے اسے حملے کی نشانی سمجھا اور مسجد پر چڑھ دوڑے پولیس کی تعداد انتہائی کم اور غیر مصلح تھی سو اپنی جان بچا کر بھاگ نکلے ہجوم نے کلہاڑیوں ہتھوڑوں اور دیگر اوزاروں سے حملہ کرکے مسجد کو چند ہی گھنٹوں میں منہدم کردیا اس کے علاوہ ہندوؤں نے شہر کے کئی دیگر مساجد کو بھی توڑ ڈالے 2009ء میں جسٹس من موہن سنگھ لبریان نے ایک رپورٹ مرتب کی جس میں ۶۸ افراد کو بابری مسجد کے انہدام کا مرتکب کرار دیا گیا ان میں زیادہ تر بی جے پی کے رہنما تھے ان میں واجپئی ایڈوانی جوشی وغیرہ شامل تھے اس وقت کے اترپردیش کے وزیر آلی کلیان سنگھ پر بھی تنقید کی گی کہ انہوں نے ایسے سرکاری افسران اور پولیس اہلکاروں کو وہاں تعینات کیا جن کے متعلق یقین تھا کہ مسجد کے انہدام کے وقت وہ خاموش رہنگے انجو گپتا اس روز اڈوانی کے سیکورٹی کے سربراہ تھے انہوں نے بتایا کہ اڈوانی اور جوشی کی تقریروں نے مجمع کو مستعل کیا رہنماؤں کو یہ رویہ واضح تصور پر بتا رہا ہے کہ وہ سب اس عمارت کی تباہی کیلیے ایک تھے

سازشی الزامات 2005ء کی مارچ بک میں انٹیلی جینس بیورو کے جائنٹ ڈائریکٹر مالوے کرشنا ڈھار نے دعویٰ کیا کہ بابری مسجد کے انہدام کی منصوبہ بندی دس ماہ قبل راشٹریہ سویم سنگھ، بی جے پی اور وی ایچ پی کے رہنماؤں نے کرلی تھی اور انھوں نے اس وقت کے وزیرِ اعظم نرسمہا راؤ کی طرف سے اس معاملے کو نمٹانے کے طریقہ کار پر بھی تنقید کی۔ یہ بھی دعویٰ کیا کہ انھوں نے بی جے پی/سنگھ پریوار کی ایک میٹنگ کو دیکھا جس میں بالکل واضح طور پر آنے والے مہینوں میں ہندوتو کے پرتشدد رخ اور مسجد کے انہدام پر کیے جانے والے تباہی کے رقص کی بھی مشق کی گئی تھی۔ آر ایس ایس، وی ایچ پی اور بجرنگ دل رہنما جو اس میٹنگ میں موجود تھے، مل کر نظم و ضبط سے کام کرنے پر اتفاق کیا۔ انھوں نے بتایا کہ اس اجلاس کی ٹیپیں انھوں نے اپنے افسرِ اعلیٰ کو دیں جن کے بارے میں یقین ہے کہ وہ وزیرِ اعظم نرسمہا راؤ اور وزیرِ داخلہ چاون کو بھی دکھائی گئی ہوں گی۔ مصنف کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہر طرف ایک خفیہ معاہدہ تھا کہ ایودھیا سے ہندوتو کو بہترین سیاسی فائدہ حاصل ہوگا۔

اپریل 2014ء کو کوبرا پوسٹ کے ایک اسٹنگ آپریشن میں دعویٰ کیا گیا کہ مسجد کا انہدام مشتعل ہجوم کی کارروائی نہیں تھی بلکہ سبوتاژ کی ایسی منصوبہ بندی تھی جس کے بارے میں کسی حکومتی ادارے کو خبر نہ ہو سکی۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اس کی تیاری کئی ماہ قبل وشو ہندو پریشد اور شیو سینا نے الگ الگ کر رکھی تھی۔ آنند پٹوردھن کی ڈاکومنٹری "رام کے نام" میں بھی انہدام سے پہلے کے واقعات کا جائزہ لیا گیا ہے

معاشرتی تشدد

بابری مسجد اور اُس روز بہت سی دیگر مساجد کے انہدام سے مسلم طبقے میں اشتعال پھیل گیا اور کئی ماہ تک ہندو مسلم فسادات جاری رہے۔ اس دوران میں دونوں مذاہب کے پیروکاروں نے ایک دوسرے پر حملوں کے علاوہ گھروں اور دکانوں کی لوٹ مار اور عبادت گاہوں کا انہدام جاری رکھا۔ بی جے پی کے کئی رہنماؤں کو حراست میں لے لیا گیا اور حکومت کی جانب سے وی ایچ پی پر مختصر عرصے کے لیے پابندی عائد کر دی گئی۔ اس کے باوجود ممبئی، سورت، احمد آباد، کانپور، دہلی اور بھوپال سمیت بہت سے شہروں میں فسادات ہوتے رہے اور ان میں 2ء000 سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے جن کی اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ دسمبر 1992ء اور جنوری 1993ء میں محض ممبئی کے فسادات میں 900 افراد کی ہلاکت اور 90 ارب روپے (3.6 ملین) کا مالی نقصان ہوا۔ مسجد کا انہدام اور اس کے بعد کے ہنگاموں نے 1993ء میں ممبئی حملوں کو تحریک دی۔ اس کے علاوہ آنے والی دہائی تک فسادات جاری رہے جہادی گروہ بشمول انڈین مجاہدین نے بابری مسجد کے انہدام کو اپنی کارروائیوں کی وجہ قرار دیا۔

تفتیش

16 دسمبر 1992ء کو یونین ہوم منسٹری نے لب رہان کمیشن بنایا تاکہ مسجد کی تباہی کی تفتیش کی جا سکے۔ اس کی سربراہی ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج ایم ایس لب رہان کو سونپی گئی۔ اگلے

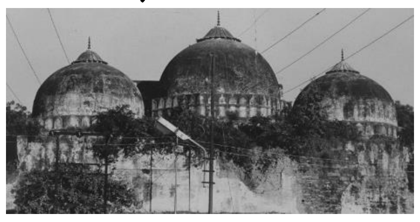

16 برس میں 399 نشستوں کے بعد کمیشن نے 1ء029 صفحات پر مشتمل طویل رپورٹ وزیرِ اعظم منموہن سنگھ کو 30 جون 2009ء کو پیش کا س رپورٹ کے مطابق 6 دسمبر 1992ء کو ایودھیا کے واقعات "نہ تو اچانک اور نہ منصوبہ بندی کے بغیر ہوئے۔ مارچ 2015ء میں بھارت کی عدالت عظمیٰ میں پٹیشن دائر کی گئی کہ چونکہ بی جے پی کی حکومت ہے، اس لیے سی بی آئی اس حکومت کے رہنماؤں بشمول ایل کے ایڈوانی اور راج ناتھ سنگھ کے خلاف غیر جانبدارانہ تحقیقات نہیں کر سکتی۔ عدالت نے سی بی آئی سے اپیل دائر کرنے میں تاخیر کی وجہ بیان کرنے کا حکم دیا۔

اپریل 2017ء کا سپریم کورٹ کا حکم نامہ

اپریل 2017ء کو عدالت عظمیٰ نے ایل کے ایڈوانی، مرلی منوہر جوشی، اوما بھارتی اور ونے کٹیار کے علاوہ دیگر افراد پر سازش کے الزامات بحال کر دیے۔

بین الاقوامی ردِ عمل

شہر ایودھیا

بہت سے ہمسایہ ممالک نے بھارتی حکومت پر نکتہ چینی کی کہ وہ مسجد کے انہدام اور اس کے بعد ہونے والے مذہبی فسادات کو روکنے میں ناکام رہی۔ اس کے علاوہ پاکستان میں مسلمانوں کی جانب سے ہندوؤں پر بھی حملے کیے گئے۔

پاکستان: پاکستان نے 7 دسمبر کو مسجد کے انہدام کے خلاف ہونے والے احتجاج کے پیشِ نظر اسکول اور دفاتر بند کر دیے۔ پاکستانی دفترِ خارجہ نے ہندوستانی سفیر کو طلب کر کے باقاعدہ شکایت درج کرائی اور وعدہ کیا کہ اقوامِ متحدہ اور او آئی سی کی جانب سے دباؤ ڈال کر ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کی یقین دہانی کرائی جائے گی۔

بنگلہ دیش: دسمبر 1992ء میں مسجد کے انہدام کے بعد بنگلہ دیشی مسلمانوں نے ہجوم کی شکل میں ملک بھر میں ہندو مندروں، دکانوں اور گھروں پر حملہ کر کے آگ لگا دی۔ دار الحکومت ڈھاکہ میں ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ہونے والے میچ پر 5ء000 کے قریب افراد نے دھاوا بولنے کی کوشش کی اور میچ روک دیا گیا۔ ڈھاکہ میں ایئر انڈیا کے دفتر پر حملہ کر کے تباہ کر دیا گیا۔ دس افراد ہلاک بھی ہوئے اور گیارہ ہندو مندر اور بے شمار دکانیں بھی تباہ ہوئیں۔ نتیجتاً بنگلہ دیشی ہندوؤں نے 1993ء میں درگا پوجا کی تقریبات کو مختصر کر دیا اور مطالبہ کیا کہ تباہ شدہ مندروں کی بحالی اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

ایران: آیت اللہ خمینی نے انہدام کی مذمت کی مگر پاکستان اور بنگلہ دیش کی نسبت نرم الفاظ استعمال کیے۔ انھوں نے ہندوستان سے مسلمانوں کے تحفظ کا مطالبہ کیا۔

مشرقِ وسطیٰ: خلیجی تعاون کونسل نے ابو ظبی کے اجلاس کے بعد بابری مسجد کے انہدام کی سختی سے مذمت کی۔ اس اجلاس میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی جس میں اس انہدام کو مسلم مقدس مقامات کے خلاف جرم قرار دیا گیا۔ رکن ممالک میں سے سعودی عرب نے اس کی سختی سے مذمت کی۔ متحدہ عرب امارات جن میں پاکستان اور بھارت کے باشندوں کی بہت بڑی تعداد رہتی ہے، نے اس پر زیادہ معتدل ردِ عمل ظاہر کیا۔ اس ردِ عمل میں بھارتی حکومت نے خلیج تعاون کونسل کے بیان کو اپنے اندرونی معاملات میں دخل اندازی قرار دیا۔

متحدہ عرب امارات

اگرچہ حکومت نے ان واقعات کی نرم الفاظ میں مذمت کی، متحدہ عرب امارات میں عوام میں کہیں زیادہ شدت سے ردِ عمل ظاہر کیا۔ سڑکوں پر احتجاج شروع ہو گیا اور مظاہرین نے ہندو مندروں اور دبئی میں ہندوستانی قونصل خانے پر پتھراؤ بھی کیا۔ ابو ظبی سے 250 کلومیٹر دور العین میں مظاہرین نے ہندوستانی اسکول کے زنانہ حصے کو آگ لگا دی۔ اس کے نتیجے میں اماراتی پولیس نے اس میں ملوث بہت سارے پاکستانی اور ہندوستانی تارکینِ وطن کو گرفتار کر کے ملک بدر کر دیا۔ دبئی پولیس کے سربراہ ضحی خلفان نے اپنے ملک میں غیر ملکیوں کی جانب سے تشدد کی مذمت کی۔

+977 981-1190536

نیپال کمیونسٹ پارٹی: ہم آہنگی، مساوات اور ترقی کی جدوجہد۔ ایک فکری جائزہ

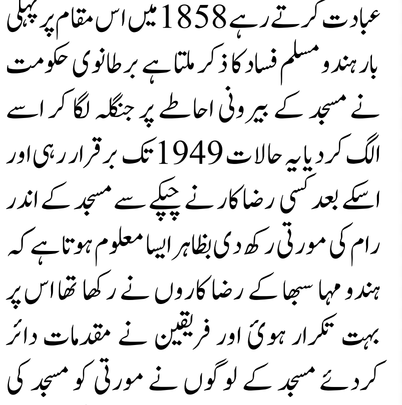

محمد علی شیر قادری نظامی
سکونت: روضہ شریف،
مدرسہ اقبالیہ برکاتیہ مہوتری نیپال

دنیا بھر کے سیاسی نقشے بدلتے رہتے ہیں، مگر کچھ نظریات ایسے ہوتے ہیں جو محض سیاست کا حصہ نہیں رہتے بلکہ ایک عہد، ایک سمت اور ایک اجتماعی خواب کی علامت بن جاتے ہیں۔ نیپال کمیونسٹ پارٹی کی فکر و بنیاد بھی اسی روشن تصور کا تسلسل ہے——ایسا تصور جس کا سرچشمہ مساوات، انسان دوستی، فلاح عامہ اور مذہبی آزادی ہے۔ نیپال کی جغرافیائی وسعت شاید محدود ہو، مگر اس کے نظریاتی افق وسیع، روشن اور زندہ ہیں——ان نظریات کی روح یہ ہے کہ ریاست کا وجود اس وقت تک معتبر نہیں جب تک اس کے سائے میں وہ کسان محفوظ نہ ہو جس نے اپنی ہتھیلیوں کو زمین کی مٹی کا رنگ دیا ہے، وہ مزدور محفوظ نہ ہو جس نے شہر کی بنیادوں کو اپنے بازوؤں کے بل پر کھڑا کیا ہے، وہ عورت اپنے مقام سے محروم نہ ہو جس کا دنیا نے اکثر فقط آنسو دیکھے ہیں، اور وہ معمر شہری بے سہارا نہ رہ جائے جس نے اپنی ساری بہاریں قوم کی خدمت میں گزار دیں۔ نیپال کمیونسٹ پارٹی کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ انسان کسی مذہب، ذات یا قبیلے سے پہلے انسان ہے۔ لہٰذا اس کے حقوق بھی انسانی بنیادوں پر ہونے چاہئیں، نہ کہ امتیازی نظریات یا طبقاتی برتری کے چشمے سے۔ یہی وہ فکر ہے جس نے "سب کا ساتھ، سب کا وکاس" کا نعرہ محض جذبات کا حصہ نہیں رہنے دیا بلکہ ایک قومی دستور اور عوامی مطالبہ بنا دیا۔ یہ نظریہ کہ ہر فرد مذہبی آزادی، فکری آزادی اور باعزت زندگی کا حقدار ہے——اس قوم کو اس بندھن میں پروتا ہے جہاں ایک دوسرے کا احترام ہی دراصل ریاست کی اصل طاقت بن جاتا ہے۔

نیپال کی موجودہ فلاحی پالیسیوں میں بعض ایسے اقدامات شامل ہیں جنہیں کسی بھی قوم کی ترقی کا سنگِ میل کہا جا سکتا ہے۔ ۱۔ سرکاری اسکولوں میں بارہویں جماعت تک مفت تعلیم یعنی یہ قدم صرف تعلیم کا دروازہ نہیں کھولتا بلکہ غربت کی زنجیروں کو توڑنے کی کنجی بھی ہے۔ وہ بچے جو کبھی کتاب اور بھوک کے درمیان پھنسے رہتے تھے، اب انہیں علم کا حق بلاامتیاز مل رہا ہے۔ ۲۔ بوڑھا پنشن: بڑھاپے کا سہارا یعنی ایک تھکا ہوا جسم، لرزتے ہاتھ، کمزور آنکھیں——جب ریاست ایسے شہریوں کا سہارا بنتی ہے، تو دراصل پوری قوم اپنے ماضی کی قدر کرتی ہے۔ یہ پنشن محض رقم نہیں، ایک پیغام ہے کہ بڑھاپا تنہائی نہیں ہوتا، ریاست اس کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے۔ ۳. بیوہ خواتین کے لیے مالی امداد یعنی بیوہ عورت وہ شمع ہے جو زندگی کے تیز ہوا کے جھونکوں سے سب سے پہلے بجھتی ہے۔ اسے سہارا دینا ریاست کی ذمہ داری ہے، اور نیپال کمیونسٹ کے فلاحی نظام نے اس فرض کو نبھانے کی سعی کی ہے۔ یہ قدم عورت کی خودداری اور معاشرتی تحفظ کا استعارہ ہے۔ ٤. بچوں کی نشوونما کے لیے مالی امداد یعنی ایک بچے کی ہنسی، مستقبل کی روشنی ہوتی ہے۔ اس کے لیے غذائیت، تعلیم اور بنیادی سہولتیں مہیا کرنا نہ صرف والدین بلکہ پوری قوم کا فرض ہے۔ ریاست جب یہ ذمہ داری اٹھاتی ہے تو دراصل آنے والی نسلوں کو مضبوط کرتی ہے۔ اور یہی زندگیاں اکثر زمین اور محنت کے رشتے سے بندھی ہوتی ہیں۔ نیز موہی زمین کے سلسلے میں "محنت کرنے والے کو آدھے کا حق دینے" کی روایت ایک نہایت انصاف پسند اور انسانی اصول ہے۔ یہ اصول اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ: زمین اگر کسی کی ملکیت ہے تو اس کی زرخیزی کسی دوسرے کی محنت سے ہے۔ یہ انصاف، دیہی سماجی ہم آہنگی اور غربت کے خاتمے کی وہ روشنی ہے جو نیپال جیسے معاشرے میں معاشی عدل کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ ایسے اصول جب رائج ہوتے ہیں تو معاشرہ طبقات میں نہیں بٹتا بلکہ محنت اور حقوق کے باہم تعلق کو تسلیم کرتا ہے۔ نیپال کے امن پسند معاشرتی ڈھانچے میں کبھی کبھی کچھ عناصر نفرت اور فرقہ پرستی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حال ہی میں نوجوان نسل (جین زی) کی آڑ لے کر ہندوتوا نظریات کے زیر اثر کچھ گروہوں نے ملک کی فضا کو مکدر کرنے کا جتن کیا۔ یہ رویہ نہ صرف مذہبی رواداری پر وار ہے بلکہ نیپال کی بنیادی روح کے بھی خلاف ہے۔ یہاں وہ سوچ قابلِ ستائش ہے جو کہتی ہے کہ: قومیں مذہبی آزادی، انصاف اور برابری سے مضبوط ہوتی ہیں——نفرت اور تعصب سے نہیں۔

نیپال کمیونسٹ پارٹی کے فکری خدوخال میں یہ واضح ہے کہ کسی بھی مذہب، برادری یا عقیدے کے ساتھ ناانصافی اور بھید بھاؤ کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہی وہ نظریہ ہے جو نیپال کو ایک صحیح سمت میں لے جا سکتا ہے۔ آج کا نیپال ایک نازک موڑ پر کھڑا ہے——جہاں ایک طرف فلاحی پالیسیوں نے عام شہری کو سہارا دیا ہے، تو دوسری جانب چند عناصر نفرت، تعصب اور مذہبی تقسیم کے بیج بونے میں مصروف ہیں۔ ایسے وقت میں وہ سوچ جو مساوات، محبت، رواداری اور سب کے وکاس کی بات کرتی ہے، اس کی قدر پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ نیپال کمیونسٹ پارٹی کی فکری بنیاد ہم آہنگی، سماجی مساوات اور عوامی جدوجہد پر قائم ہے۔ پارٹی کا نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ قومیں اسی وقت مضبوط ہوتی ہیں جب عوامی حقوق، جغرافیائی خود مختاری اور سیاسی شعور ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہوں۔ اسی فکری جدوجہد کے تسلسل میں کے پی شرما اولی نے کالا پانی، لیپولیکھ جیسے اہم سرحدی علاقوں پر نیپال کے تاریخی حق کی آواز بلند کی۔ یہ اقدام اس بات کی علامت ہے کہ پارٹی کی جدوجہد صرف معاشی یا سماجی مساوات تک محدود نہیں بلکہ قومی وقار اور علاقائی شناخت کے تحفظ تک بھی پھیلی ہوئی ہے۔ یوں کمیونسٹ پارٹی کا فکری رخ نہ صرف طبقاتی ہم آہنگی کا داعی ہے بلکہ جغرافیائی حق کے لیے بھی مضبوط اور اصولی موقف رکھتا ہے۔ نیپال کی ترقی کا اصل راستہ وہی ہے جس میں: مذہب آزادی ہے تعلیم مفت ہے۔ بزرگ محفوظ ہیں عورت باوقار ہے۔ بچہ مستقبل کا محور ہے۔ کسان اپنے حصے کا حق پاتا ہے۔ اور محنت کش کو عزت ملتی ہے یہی وہ نظریات ہیں جو نہ صرف تعریف کے لائق ہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے روشنی کا مینار بھی۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

ایک اچھا داعی کیسے بنیں؟

از: محمد شمیم احمد نوری مصباحی
خادم: دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ
سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

دعوتِ دین محض نصیحت، تقریر یا واعظانہ گفتگو کا نام نہیں بلکہ یہ قلوب کی دنیا بدلنے، روح کی ویرانیوں میں نور بکھیرنے اور انسان کو اس کے خالقِ حقیقی سے جوڑنے کا وہ عظیم عمل ہے جس کی نسبت براہِ راست انبیائے کرام علیہم السلام سے ملتی ہے۔ یہ فن بھی ہے، عبادت بھی، امانت بھی اور عظیم ذمہ داری بھی۔ اس راہ میں زبان سے زیادہ دل بولتا ہے؛ الفاظ سے زیادہ کردار کا نور کام آتا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی مبارک زندگیوں کو اگر سامنے رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کسی ایک لمحے کا عمل نہیں بلکہ پوری زندگی کا طریقہ ہے۔ وہ ہر ادا، ہر گفتگو، ہر خاموشی، ہر مسکراہٹ اور ہر سلوک سے دعوت دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگیوں میں دعوتِ حق کا سب سے بڑا اثر کردار سے ظاہر ہوتا رہا۔

دعوتِ دین کی اصل بنیاد اخلاص پر قائم ہے۔ اگر نیت کا چراغ روشن ہو تو داعی کی معمولی باتیں بھی دلوں میں اتر جاتی ہیں، اور اگر نیت میں کھوٹ ہو تو بلند بانگ خطابات بھی بے اثر رہ جاتے ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ (م1034ھ) فرماتے ہیں:

"نیت کے پاک ہونے سے عمل کی روح زندہ ہوتی ہے، اور نیت کے بگڑنے سے بڑے بڑے اعمال بھی بے حرمت ہو جاتے ہیں۔" (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱)

یہی اخلاص داعی کو ثابت قدمی عطا کرتا ہے؛ لوگ چاہے تعریف کریں یا اعتراض، اس کا سفر ایک سیدھی راہ پر طے ہوتا ہے کیونکہ وہ صرف اللہ و رسول ﷺ کی رضا کے لیے کام کرتا ہے۔

دعوت کا دوسرا عظیم ستون علم ہے۔ علم کے بغیر دعوت اندھیرے میں تیر چلانے کے مترادف ہے۔ جہالت پر قائم دعوت دلوں میں بے چینی پیدا کرتی اور معاشرے میں انتشار کو بڑھاتی ہے۔ اس لیے داعی کے لیے ضروری ہے کہ قرآنِ کریم کے بنیادی مضامین اور احکام سے واقف ہو، احادیثِ نبویہ کے معانی اور مقاصد سے آگاہ ہو، فقہ، عقائد اور سیرتِ طیبہ ﷺ کا پختہ شعور رکھتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے دورِ حاضر کے فتنوں، جدید فکری یلغار، نوجوان نسل کے فکری و ذہنی مسائل، سوشل میڈیا کے اثرات اور معاشرتی چیلنجز کا بھی ادراک ہو۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ (م1340ھ) نے لکھا:

"علم مقدم ہے، عمل اور دعوت سب اسی کے تابع ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۵۰) اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ داعی کا اصل سرمایہ علم ہے۔ لیکن علم اُس وقت مؤثر بنتا ہے جب اس کے ساتھ کردار کی روشنی ہو۔

عمل اور کردار کی چمک دعوت کی حقیقی زبان ہے۔ انسان آج بھی باتوں سے کم اور کردار سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے خود اپنا کردار پیش کر کے دنیا کا سب سے بڑا انقلاب برپا فرمایا۔ آپ ﷺ کے ایک ایک عمل میں انسانیت کے لیے دعوت چھپی ہوئی تھی۔ سچائی، امانت، حلم، تواضع، رواداری اور اعلیٰ اخلاق۔ یہ سب حضور نبی اکرم ﷺ کی دعوت کا حصہ تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا قول ہے: "عالم وہ ہے جس کا عمل اس کے علم کی تصدیق کرے۔" (غرر الحکم، حدیث: ۴۰۹۲)

یہی وہ مقام ہے جہاں زبان کی تاثیر کردار کی روشنی سے جنم لیتی ہے۔

داعی کی زبان نہ بے مقصد ہو، نہ تلخ؛ بلکہ نرم گفتار، شائستہ، واضح اور دل نشین ہو۔ سخت لہجہ دلوں کو توڑ دیتا ہے، جبکہ نرمی زخموں کو بھر دیتی ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" (النحل: ۱۲۵) یعنی: "اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔"

یہ آیت دعوت کی پوری روح کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ حکمت یہ ہے کہ ہر شخص سے اس کی عقل، مزاج، عمر، مقام اور حالات کے مطابق گفتگو کی جائے۔ نوجوان کے لیے نرمی اور دوستی کا انداز زیادہ مؤثر ہوتا ہے، اہلِ علم کے لیے علمی گفتگو، اور ضدی یا جذباتی شخص کے لیے کبھی خاموشی بھی حکمت بن جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ہر قول و عمل حکمت کا پیکر تھا۔

دعوتِ دین میں صبر وہ لازوال طاقت ہے جس کے بغیر کوئی داعی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے سب سے زیادہ تکالیف اسی میدان میں برداشت کیں۔ مگر انہوں نے کبھی تھکن، بدلہ یا مایوسی کو اپنے قریب نہ آنے دیا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "اِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ وَاِنَّمَا الْحِلْمُ بِالتَّحَلُّمِ" (مسند بغوی، رقم ۶۵۴۳)
یعنی: "علم سیکھنے سے آتا ہے اور حلم (بردباری) کی مشق سے حاصل ہوتا ہے۔"

یہ حدیث عملی تربیت اور مسلسل مجاہدے کی طرف رہنمائی کرتی ہے، جو ایک داعی کے لیے لازمی ہے۔

اعتدال اور توازن دعوت کا حسن ہے۔ شدت مزاجی، بحث برائے بحث، اور جذباتی لہجہ لوگوں کے دلوں میں سختی پیدا کرتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا" (صحیح بخاری، حدیث ۶۹)
یعنی: "آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو، خوشخبری دو، نفرت نہ دلاؤ۔"

یہ حدیث دعوت کا مستقل اصول ہے۔

آج کا دور ذرائع ابلاغ کا دور ہے۔ داعی اگر ان جدید وسائط سے غافل رہے تو دعوت کے بڑے میدان سے محروم ہو جائے گا۔ سوشل میڈیا، وڈیو پیغامات، تحریری مضامین، آن لائن نشستیں۔ یہ سب دعوت کے مؤثر ذرائع ہیں، مگر ان کا استعمال حکمت، شائستگی اور اخلاقیات کے ساتھ ہونا چاہیے۔ نوجوانوں کے مسائل کو سمجھنا، ان کی نفسیات کا ادراک رکھنا، ان کے سوالات کو سنا اور سمجھا جائے۔ یہ سب ایک کامیاب داعی کی ضرورت ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے نوجوانوں کے دلوں کو ہمیشہ محبت اور شفقت سے جیتا۔ یہ سنتِ مصطفیٰ ﷺ آج بھی سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔

داعی کا دل وسیع ہو، نظر مثبت ہو اور اس کی گفتگو امید بکھیرنے والی ہو۔ وہ عیب نہیں تلاش کرتا بلکہ خوبیوں کو نمایاں کرتا ہے۔ اختلاف کو دشمنی نہیں بناتا بلکہ تہذیب کے ساتھ دلیل پیش کرتا ہے۔ لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونا، بیمار کی عیادت کرنا، غم زدہ کو تسلی دینا۔ یہ سب دعوت کے وہ خاموش پہلو ہیں جن سے دل فتح ہوتے ہیں۔

آخر میں، ایک داعی کے لیے عاجزی، تہجد، استغفار اور دعا سب سے بڑی طاقت ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دلوں کو بدلنے والا وہ نہیں بلکہ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ وہ دعا کرتا ہے کہ: "اے اللہ! میرے دل کو اخلاص عطا فرما، میری زبان کو نور دے، میرے عمل کو صدق عطا فرما، اور جن تک میں تیرا پیغام پہنچاؤں ان کے دلوں کو ہدایت سے منور فرما۔"

الغرض، ایک اچھا داعی بننا محض کسی فن یا مہارت کا نام نہیں بلکہ عمر بھر کی ریاضت، مسلسل خود سازی، اعلیٰ کردار، مضبوط علم، پاکیزہ نیت، وسیع ظرف، روشن فکر اور صبر و حکمت کے بے شمار مراحل سے گزرنے کا نام ہے۔ جس نے اپنی دعوت کو اخلاص، علم، اخلاق، حکمت اور صبر کی بنیادوں پر قائم کر لیا، وہ نہ صرف خود سنورتا ہے بلکہ دنیا کو بھی سنوار دیتا ہے۔

بارگاہِ خداوندی میں دعا ہے کہ اللہ ربّ العزّت ہمیں اخلاصِ نیت، پاکیزہ کردار، درست علم، نرم دلی اور حکیمانہ انداز کے ساتھ دینِ متین کی سچی خدمت کی توفیق عطا فرمائے؛ ہمارے دلوں کو ہدایت کے نور سے منور کرے، ہماری زبانوں کو حق گوئی کی برکت دے اور ہمارے اعمال کو اپنی رضا کا آئینہ بنا دے۔ آمین یا ربَّ العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

رشتہ بھائی بھائی کا!!

از: جاوید بھارتی

پہلے کہا جاتا تھا کہ دنیا گول ہے لیکن اب یہ کہنا چاہیے کہ دنیا مطلب پرست ہے، دنیا مفاد پرست ہے جب تک مطلب اور مفاد ہوگا تب ایک دوسرے کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہوگا، گفتگو، سلام کلام ہوگا، دعوت تواضع ہوگی خاطر داری ہوگی مطلب نکل جانے پر راستہ الگ الگ، سلام کلام ایسا کہ کوئی ذائقہ نہیں، کوئی مٹھاس نہیں، کبھی مل بھی گئیے تو خلوص نہیں، کبھی کچھ کھلا بھی دیا تو خوداری چھیننے کے بعد، ہاتھوں پر دو کوڑی بھی رکھا ذلیل کرنے کے بعد اور بعد میں کبھی حال چال بھی لیا تو احسان جتانے کے بعد،، غرضیکہ کہا جاتا ہے یہ زندگی ایسی ہے کہ کب کہاں زندگی کی شام ہو جائے یقیناً اس کہاوت میں سچائی ہے اور آگے یہ بھی کہنا چاہیے کہ کب کہاں کس کا مزاج بدل جائے کب کہاں کوئی شخص مفاد پرستی میں مبتلا ہو جائے اور خاندان، پڑوس، رشتہ دار، دوست احباب کو بھلا بیٹھے تعلقات کے تمام مراحل کو بھلا بیٹھے، سکوں کی جھنکار میں مست مگن ہو جائے۔ زید و بکر دو بھائی ہیں بچپن میں باپ ملک عدم کو راہی ہو جاتا ہے زید بڑا بھائی ہے اب وہ بکر کے ساتھ بھائی کا حق ادا کر رہا ہے اور ساتھ ہی باپ کا بھی حق نبھا رہا ہے خود محنت مزدوری کرتا ہے گھر کا خرچ چلاتا ہے اور چھوٹے بھائی بکر کو پڑھواتا ہے دل میں ارمان اور آنکھوں میں خواب سجایا ہے کہ چھوٹا بھائی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد کوئی اچھی سروس پا جائے گا تو ہمارے حالات بدل جائیں گے ہمارے گھر کو رونق میسر ہو جائے گی۔

چھوٹے بھائی بکر کو اچھی مل گئی بڑی اچھی تنخواہ پانے لگا چلنے کے لئے کار بھی خرید لیا اب اس کو اپنے مکان میں گھٹن ہونے لگی گھر چھوٹا لگنے لگا بڑے بھائی کے ساتھ رہنے میں بے عزتی محسوس ہونے لگی آخر کار اس نے شہر میں ایک بنگلہ کرائے پر لے لیا بڑے بھائی سے بتائے بغیر اس نئے بنگلہ نما مکان میں رہنے لگا خود کو بہت اسٹینڈر بننے لگا بڑے بھائی کو اپنا بھائی بتاتے ہوئے شرمانے لگا روزانہ صبح کو کار میں بیٹھتا اور آفس کے لئے چل دیتا اور شام کو کار میں بیٹھتا اور گھر آجاتا اسی طرح کئی سال گزر گئے۔

ایک دن دوپہر بعد ہی یعنی چھٹی ہونے سے پہلے ہی گھر کے لئے چل دیا اور ذہن میں بات آئی کہ ذرا آج پرانے گھر پر بھی ہو لیا جائے اور بھائی سے ملاقات کر لیا جائے دروازے پر دستک دی بڑا بھائی دروازہ کھولتا ہے چھوٹا بھائی بڑے تکبرانہ انداز میں گھر کے اندر داخل ہوتا ہے اور صوفے پر بیٹھتے ہی بڑے بھائی سے کہتا ہے ذرا ایک گلاس پانی لاؤ اتنے میں بڑے بھائی کی بیوی بھی آجاتی ہے اور وہی ایک گلاس پانی بھی لاتی ہے ساتھ کہتی ہے کہ بہت دنوں بعد آئے ہو میں کھانا بناتی ہوں کھا کر جانا چھوٹا بھائی بولتا ہے اس کی ضرورت نہیں میں آپ لوگوں کے گھر کا کھانا نہیں کھا سکتا میں کسی بڑے ہوٹل میں کھالوں گا تمہارے گھر کا کھانا کھا کر مجھے بیمار نہیں ہونا ہے یہ کہتے ہوئے اپنا بیگ اٹھاتا ہے اور چیک بک نکال کر ایک بڑی رقم تحریر کر کے بڑے بھائی کے ہاتھوں میں چیک تھماتے ہوئے کہتا ہے کہ گھٹ گھٹ کر جینے سے کیا فائدہ آج تک پچیس ہزار کی تنخواہ پاتے ہو دیکھو میرے پاس بنگلہ ہے کار ہے تم پچیس ہزار میں صرف خواب دیکھ سکتے ہو یہ چیک پکڑو اور کچھ دنوں تک عیش کرو تب معلوم ہوگا کہ دنیا میں جینے کا حق کس کو ہے میں اب چلتا ہوں۔

ابھی کار میں بیٹھ کر کچھ ہی دور گیا تھا کہ راستے میں چائے پینے کے لئے گاڑی روکی اور چائے پی کر پیسہ دینے کے لئے چھوٹا نوٹ نہیں تھا اور دکاندار کے پاس کھلا پیسہ نہیں تھا سامنے ایک دکان اور نظر آئی اور وہاں سے سگریٹ خریدتا ہے وہاں پر بھی دینے کے لئے کھلے پیسے نہیں دکاندار پوچھتا ہے کہ کیا ہوا بھائی پیسے دو اور آگے بڑھو اور یہ مغرور شخص خاموش ہے دکاندار نے کہا کہ کھلے پیسے نہیں ہیں تو بتاؤ تمہیں کوئی جاننے والا ہے یہاں پر جو تمہاری ضمانت لے سکے اس نے کہا کہ یہاں تھوڑی دور پر فلاں آدمی کو جانتے ہیں تو دکاندار نے کہا کہ ان کو تو پورا علاقہ جانتا ہے تمہارا ان سے کیا تعلق ہے تو یہ شخص جواب دیتا ہے کہ ہیں تو وہ میرے بڑے بھائی مگر میری حیثیت کے آگے ان کی کوئی اوقات نہیں اس لئے مجھے بتانے میں شرم آتی ہے۔

دکاندار نے کہا کہ تمہیں ان کو بڑا بھائی کہتے اور بتاتے ہوئے شرم آتی ہے جبکہ سچائی تو یہ ہے کہ ان کے آگے تمہاری کوئی حیثیت نہیں اور آج تم جو کچھ بھی ہو تو یہ انہیں کی دین ہے اور شاید تم ان کا دل دکھا کر آئے ہو اس لئے قدرت نے آج تمہیں اس موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا ہے کہ چائے اور سگریٹ کا پیسہ دینے کے لئے تمہارے پاس کھلا پیسہ نہیں،، اتنے بڑا بھائی بھی آجاتا ہے اور سب کچھ اسے معلوم ہو جاتا ہے اور چھوٹے بھائی نے جو خریدا تھا اس کا پیسہ دیتا ہے اور گھر واپس ہو جاتا ہے جیسے ہی گھر پہنچتا ہے تو پیچھے سے چھوٹا بھائی بھی پہنچتا ہے اور گھر میں داخل ہوتے ہی پوچھتا ہے کہ کچھ کھانے کو ملے گا تو بڑے بھائی کی بیوی بولتی ہے ضرور ملے گا بیٹھئے میں ابھی کھانا لگاتی ہوں تھوڑی دیر میں دسترخوان لگتا ہے اور دونوں بھائی ایک ساتھ کھانا کھاتے ہیں چھوٹا بھائی بولتا ہے بڑے بھائی مجھے معاف کر دیں میں دولت و شہرت حاصل کرنے میں آپ لوگوں کو بھلا دیا میرے اندر گھمنڈ آگیا لیکن ایک جھٹکے میں میری آنکھوں کی پٹی کھل گئی کہ میں تو آج بھی بڑے بھائی کا محتاج ہوں باپ کے مرنے کے بعد بڑے بھائی نے پڑھایا لکھایا پالا پوسا اور آج سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بیچ راستے میں ناشتہ پانی کا پیسہ دینے کے لئے بڑے بھائی کی ہی ضرورت پڑی یہ کہتے ہوئے کھڑا ہوا اور بڑے بھائی کو گلے لگا کر خوب رویا تو بڑے بھائی نے کہا کہ چھوٹے ہم کل تجھ سے جتنا پیار کرتے تھے آج بھی اتنا ہی پیار کرتے ہیں چل تجھے اس بات کا احساس ہو گیا مجھے بیحد خوشی ہے کہ میرا چھوٹا بھائی مجھے مل گیا اور اب کبھی نہ چھوڑنا میرا ساتھ اب ہم ہمیشہ ساتھ ساتھ رہیں گے۔

بابری مسجد کی شہادت اور اُمت کا خاموش ضمیر

خامہ کش محمد عادل ارریاوی

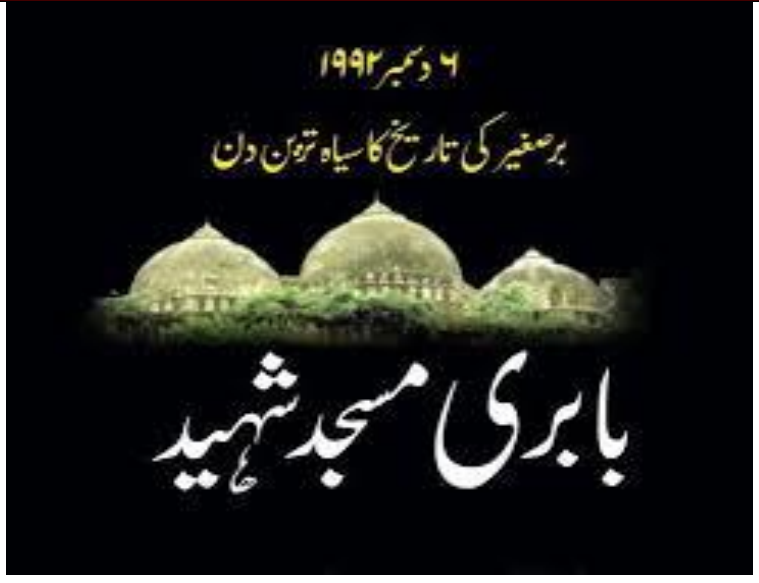

محترم قارئین بابری مسجد کی شہادت محض ایک عمارت کے ٹوٹنے کا واقعہ نہیں تھا یہ ہمارے اجتماعی ضمیر کی لرزہ خیز شکست کا وہ لمحہ تھا جس نے پوری اُمت کو ہلا کر رکھ دیا 6 دسمبر 1992ء کو جب ہندوستان کے شہر ایودھیا میں صدیوں پرانی مسجد کو شدت پسندوں نے منہدم کیا تو صرف پتھر نہیں گرے تھے یہ ہمارے دلوں کی دیواریں تھیں جو ٹوٹ گئیں اس دن تاریخ نے صرف ایک ظلم کو نہیں دیکھا بلکہ مسلمانوں کے خاموش ضمیر کو بھی پرکھ لیا۔

ہندوستان میں 6 دسمبر 1992ء کو صرف بابری مسجد ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بہت سی اور مساجد مسمار کی گئیں اس سانحہ سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے قلوب مجروح ہوئے ہیں یہ سانحہ عظیم ہے نہایت ہی پر غم و پر الم ہے شہادت چاہے مؤمن کی ہو یا اللہ کے کسی بھی گھر کی شہادت سے ایک نئے باب کا تاریخ عالم میں آغاز ہوتا ہے۔ ایک عبرت آموز تاریخ مرتب ہوتی ہے اور پاکیزہ انقلاب آتا ہے جو ظلم و جبر سے عدل و انصاف کی عظمت کو بچاتا ہے ظالموں جابروں کو کیفر کردار تک پہنچاتا ہے مظلوموں کی آہیں اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتیں۔ انہیں خوف و ہراس کے اندھیرے سے نکال کر عدل و انصاف شرافت و انسانیت کی روشن فضا میں باوقار زندگی عطا کرتا ہے یہ شہادت کا پاکیزہ انقلاب ہی تو تھا جس نے میدان بدر واحد میں بے سروسامانی کے عالم میں بھی جبر و استبداد کی آندھیوں کو مٹا کر رکھ دیا۔ میدانِ کربلا میں یزیدیت کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا۔ چنگیز و ہلاکو کے گھروں میں حق و صداقت کی قندیلیں جلا دیں۔

بابری مسجد کئی نسلوں کی عبادت محبت اور وحدت کا مرکز تھی یہ مسلمانوں کے وجود کی علامت تہذیبی ورثے کا حصہ اور انصاف کی امید تھی مگر جب یہ مسجد زمین بوس ہوئی تو یوں لگا جیسے امت کا ایک حصہ اس ملبے تلے دفن ہو گیا۔ دنیا بھر کے مسلمان اس منظر کو دیکھتے رہے ایک زخم کی طرح جو آج تک رس رہا ہے۔ معرکے اور حادثے ہوتے رہے ہیں اور شہادتیں شہیدوں کو گلے لگاتی رہی ہیں لیکن تاریخ گواہ ہے کہ عدل و انصاف حق و صداقت شرافت و انسانیت کے قاتل ذلیل و رسوا ہوئے اور ہوتے رہیں گے مٹے اور فنا ہوتے رہیں گے جبر و استبداد کی لاکھ آندھیاں چلیں مگر حق و صداقت عدل و انصاف کا پرچم بلند ہی رہے گا خالق کائنات نے کبھی بھی اپنی مخلوق پر ظلم و ستم برداشت نہ کیا ہے اور نہ کرے گا۔ بابری مسجد کی شہادت بھی جہاں ایک نئے باب کا آغاز ہے وہیں ایک پاکیزہ انقلاب قدرت کی آمد بھی ہے طاقت کے بل بوتے پر اللہ کی عبادت گاہوں کی حرمت پامال کرنے والے و مسمار کرنے والے بے قصور مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے والے جمہوریت کے قاتل منہ چھپاتے پھریں گے۔ مگر کہیں جائے پناہ نہ ملے گی بابری مسجد کی شہادت ضرور رنگ لائے گی بے دریغ مسلمانوں کا خون بہایا گیا لوٹی گئی مسلم عورتوں کی عصمتوں کے خلاف قدرت کا خطرناک و عبرت ناک انتقام دنیا اپنے ماتھوں کی آنکھوں سے دیکھے گی۔ اس وقت ظالموں کے پاس اپنے ہاتھوں کے ملنے اور ندامت کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ سب سے تکلیف دہ پہلو صرف یہ نہیں تھا کہ مسجد شہید کر دی گئی بلکہ یہ بھی کہ اُمت بھر میں ایک پراسرار خاموشی پھیل گئی ایسی خاموشی جو بے بسیے حسی اور انتشار کی علامت بن گئی ہم احتجاج تو کر گئے قرار دادیں بھی منظور ہوئیں مگر وہ وہ چیخ کہاں تھی جو دلوں سے اٹھتی ہے؟ وہ اتحاد کہاں تھا جو باطل کے سامنے دیوار بن جاتا ہے؟ ہم بحیثیت اُمت ایک جسم کی طرح تڑپے نہیں ہمارا ضمیر جاگا مگر دیر سے اس کے ساتھ ہی قوم مسلم سے بھی کچھ کہنا ہے اگر تمہیں اپنا وقار و اقتدار محبوب و عزیز ہے اپنی عزت و عصمت پیاری ہے تو دنیا کی قوتوں طاقتوں کے مقابلے میں خدا کی بارگاہ میں تیرا ایک سجدہ بھاری ہے۔ جھوٹے اقتدار کی جھوٹی کرسیوں پر بیٹھنے والوں سے کہنے کے لئے سڑکوں پر احتجاج نہ کرو خدا کے گھر پہنچ کر خدا سے فریاد کرو اپنی دکھ بھری داستانیں گنبد خضرا کے مکیں کو سناؤ کانوں کے دروازے بند مت کرو۔ یاد رکھو عظمت وحشت و وقار و اقتدار خدا و رسول کے فرمان پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ مسجد کی شہادت نے ہمیں صرف رُلایا نہیں بلکہ ایک سوال بھی چھوڑا ہے کیا ہم نے اس واقعے سے کچھ سیکھا؟ کیا ہم نے باہمی اختلافات کو بھلا کر امت کی اجتماعی طاقت کو بہتر بنایا؟ کیا ہم نے آئندہ نسلوں کے لیے کوئی واضح لائحہ عمل تیار کیا؟ خاموش ضمیر صرف افسوس کا نام نہیں یہ غفلت کی گہری نیند ہے اور جب تک ہم جاگیں گے نہیں تاریخ ہمیں بار بار اسی ملبے میں دفن کر دے گی۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

آئندہ کے حادثات تباہی و بربادی کا انتظار مت کرو حالات و خطرات درپیش ہیں تقاضا ہے کہ ہم سوچیں کہ کتنے فرائض ہم ترک کر رہے ہیں۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی سنتیں ہم پامال کر رہے ہیں سر کو خدا کی بارگاہ میں جھکا کر دل میں مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا چراغ جلاؤ پھر دیکھو مٹنے والے مٹ جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ بابری مسجد کی شہادت امت مسلمہ کے دل پر ثبت ایک دردناک داغ ہے ایک یاد دہانی کہ ہم کب خاموش رہے کہاں کمزور پڑے اور کیوں بیدار ہونا ناگزیر ہے اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی بے حسی کی نیند سے جاگیں ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑیں اور ایک ایسے مستقبل کی بنیاد رکھیں جہاں نہ کوئی مسجد گرے اور نہ کسی مسلمان کا ضمیر خاموش رہے۔

اے اللہ ربّ العزت بابری مسجد کی شہادت کے درد کو ہمارے دلوں میں زندہ رکھ ہمیں اتحاد بصیرت اور ہمت عطا فرما ظلم کے خلاف کھڑے ہونے کی توفیق دے امت کے بکھرے دلوں کو جوڑ دے اور ہمارے خاموش ضمیروں کو بیدار فرما۔

مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف کا نیا شمارہ عرسِ حضور چشتی میاں کے موقع پر منظرِ عام پر

عرس حضور چشتی میاں علیہ الرحمہ براؤں شریف کے پر بہار موقع پر رسالہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف کا سولہواں شمارہ علماء، ادباء اور اربابِ فکر و دانش کے بے بہا مضامین اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے منظرِ عام پر آرہا ہے۔

شیخ طریقت حضرت مولانا حافظ و قاری پیر محمد افسر علوی علیمی قادری چشتی صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ یارعلویہ براؤں شریف یوپی کی ادارت میں نکلنے والا یہ رسالہ دورِ حاضر میں مذہب و مسلک کا سچا اور بے باک ترجمان اور تعلیماتِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں انفرادی حیثیت کا حامل ہے، الحمد للہ یہ رسالہ اپنی زندگی کے چار سال مکمل کر رہا ہے جس کا ذکر چیف ایڈیٹر صاحب نے اپنے اداریہ میں بھی کیا ہے۔

موجودہ شمارہ بھی گوناگوں خصوصیات کا حامل ہے دینی، علمی، ملی، قومی، عصری، درسی، فکری مضامین کے ساتھ دیگر اہم گوشوں پر علمائے کرام، مفتیان عظام وارباب لوح و قلم کے گراں مایہ مضامین و مقالات شامل ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ آپ پہلے کی طرح اس شمارہ کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ آپ سے مخلصانہ اپیل ہے کہ اسے خود پڑھیں، دوسروں کو شیئر کریں اور انہیں پڑھنے کی ترغیب دیں، اور پڑھنے کے بعد اپنے تاثرات ہمیں ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس رسالے کو خوب سے خوب ترقی عطا فرمائے اور اس کے تمام کارکنان اور معاونین کو دنیا و آخرت کی ہر بھلائی سے نوازے آمین یارب

دعا گو و دعا جو: محمد نعیم امجدی، الأزهری
ریسرچ اسکالر: الأزهر یونیورسٹی مصر
ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف

علماء کی دو جدید قسمیں

جمال اختر صدف گونڈوی

علماء کو انبیائے کرام علیہم السلام کا وارث قرار دیا گیا ہے، اور اس نسبت سے ان کی عزت بھی عظیم ہے اور ذمہ داری بھی غیر معمولی۔ چوں کہ انبیائے کرام نے مال و دولت جمع نہیں فرمایا، اس لیے یہ بات یہاں ختم ہو جاتی ہے کہ علماء ان کے مال کے وارث ہوں۔ اصل وراثت وہ عظیم امانتیں ہیں جن میں تبلیغِ علم، تبلیغِ دین، اقامتِ حق، اور دفاعِ ملت شامل ہیں۔

انبیائے کرام کی وراثت میں حکمت، دور اندیشی، صبر و تحمل، استقلال، معاشرت، معیشت، تجارت، سماجی رہنمائی، سیاسی بصیرت۔۔۔ یہ تمام شعبے شامل ہیں، اور انہی ذمہ داریوں کے امین علمائے کرام ہوتے ہیں۔

مگر افسوس کہ موجودہ دور میں علمائے کرام دو نمایاں گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں:

ایک گروہ وہ ہے جو صرف مسجد و مدرسے تک محدود ہے، اور دوسرا وہ جو اسٹیج، جلسہ گاہوں اور سوشل میڈیا پر سرگرم ہے۔

دونوں طبقوں میں اپنے اپنے مسائل اور کمزوریاں موجود ہیں۔

مدرسہ و مسجد تک محدود علماء ایک مخصوص نصابِ تعلیم لے کر چل رہے ہیں جس میں ترمیم و تجدید کی سخت ضرورت ہے۔ آج ایٹمی ہتھیاروں، جدید سائنس اور عالمی ٹکنالوجی کے دور میں اگر تیر اندازی اور گھڑ سواری کو ہی نصاب کا اہم حصہ سمجھ لیا جائے تو یہ کسی بھی زاویے سے وقت کی ضرورت پوری نہیں کرتا۔

دوسری طرف وہ علماء ہیں جو سوشل میڈیا یا جلسوں کے اسٹیج پر سرگرم ہیں۔ ان کے پاس بھی چند مخصوص عنوانات اور محدود مواد ہے جسے وہ ہر موقع پر دہراتے رہتے ہیں۔ یوں مجموعی طور پر صورتحال یہ ہے کہ پڑھے لکھے طبقے کی ایک بڑی تعداد ہمیں کم فہم اور غیر عصری سمجھ کر ہم سے دور ہوتی جا رہی ہے۔

جب نہ ہماری گفتگو انہیں سمجھ میں آتی ہے، نہ ہمارا نصابِ تعلیم اور نہ ہماری زبان و بیان تو وہ ہم سے کیا سیکھیں گے؟

تعلیم یافتہ طبقے کے لیے زبان، کمیونیکیشن اسکلز، عصری مسائل اور عالمی سطح کے مباحث اہم ہوتے ہیں- وہیں سے وہ اپنے معاشرے سے جڑتے ہیں۔ دنیا بھر میں گھروں سے آفس تک، یونیورسٹی سے میڈیا تک، اور سوشل پلیٹ فارمز سے عالمی فورمز تک---رابطے کی بنیاد ہمہ جہت زبان دانی ہے۔

مگر ہماری زبان ایسی ہے جو چند مخصوص حضرات کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ پاتا-وہ بھی وہی جو ہماری اپنی جماعت یا کسی اردو یونیورسٹی کے فارغین ہوں۔ باقی دنیا ہماری بات چیت کو غیر ضروری، پیچیدہ اور غیر مؤثر سمجھ کر نظرانداز کرنے لگی ہے۔

زبانیں سیکھنے کا نبوی حکم:

کیا حضور نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ دوسری زبانیں سیکھو تاکہ تم دوسروں پر غلبہ حاصل کرو، اور ان کے فتنوں سے محفوظ رہ سکو؟ آج سب سے بڑا فتنہ سائنسی، تکنیکی اور سائبر ٹیکنالوجی کا ہے، اور بد قسمتی سے اس میدان میں ہمارا حصہ ایک فیصد بھی نہیں۔

زمانے کے تقاضوں کو نظرانداز کر دینا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اور علماء کے لیے تو یہ ذمہ داری دوگنی ہو جاتی ہے کہ انہیں قوم کی رہبری کرنی ہے۔ اگر وہ خود زمانے کی چال سے بیخبر ہوں تو قوم کو کون بچا سکے گا؟

مدارس کے نصاب میں فوری اصلاح کی ضرورت:

سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ اپنے مدارس کے نصابِ تعلیم میں سنجیدہ، حکیمانہ اور فوری ترمیم کی جائے۔ یہ کام مشکل نہیں، اور ہم اسے کر سکتے ہیں۔

جو کتابیں آج ہم پڑھا رہے ہیں، ان کے ساتھ ساتھ جدید زبانوں کو بھی ضروری کیا جائے۔ مثلاً: حدیث کا درس صرف اردو ترجمے کے ساتھ نہ ہو، بلکہ انگریزی ترجمہ بھی لازم ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر اردو کے ساتھ ساتھ معیاری انگریزی میں بھی پڑھائی جائے۔

اس سے طلبہ میں خود اعتمادی بڑھے گی، عالمی سطح پر دین کی ترسیل میں آسانی ہو گی، اور ہم جدید دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکیں گے۔

مثالیں اور موجودہ صورتحال:

آج ممبئی کا ایک ڈاکٹر جب کوٹ پینٹ پہن کر عالمی طرز کا خطاب کرتا ہے تو دنیا اسے سنتی ہے، لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یونیورسٹیوں کے پروفیسر جب لیکچر دیتے ہیں تو معاشرے کے باثر لوگ ان کی گفتگو کے لیے اپنا قیمتی وقت نکالتے ہیں۔ تو کیا دین کا دائرہ صرف چند عبادات تک محدود کر دیا جائے؟ نہیں۔ اس سائنسی و ٹیکنالوجی دور میں ہمیں اپنی تیاری، اپنی صلاحیت اور اپنی پیشکش کو بہتر بنانا ہی ہوگا۔

ہمارے مدرسے صرف ایک مخصوص نصاب کے ورزشگاہ نہ رہیں، بلکہ ایسے مراکز ہوں جہاں ہر وہ علم پڑھایا جائے جو اندرون و بیرونِ ملک دعوتِ دین میں معاون ہو، جس سے غیر مسلم معترضین کو اسلام کی حقانیت ان کی زبان میں سمجھائی جا سکے۔

مذہبی اجلاسوں کی اصلاح:

ساتھ ہی مذہبی جلسوں کو جاہل زبان دراز خطیبوں اور گانے بجانے والے نادان نام نہاد شاعروں سے پاک کرنا بھی وقت کی ضرورت ہے۔ اس میدان میں فوری، مؤثر اور جنگی پیمانے پر کام کرنا ہوگا۔ تاخیر پہلے ہی بہت ہو چکی ہے، مزید تاخیر ہمیں اور پیچھے دھکیل دے گی۔

اقبال نے بجا فرمایا تھا:

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

اقبال نے دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کا قریب سے مشاہدہ کیا تھا، زمانے کی رفتار اور تقاضے دیکھے تھے۔ آج ہم جانتے ہوئے بھی اپنی ذمہ داریوں سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہیں نہ کہیں ہم سب اللہ و رسول کے بھی مجرم ہیں... اور دین کے بھی۔

دل بدل سکتے ہیں، جذبات بدل سکتے ہیں
ملک کے فکر و خیالات بدل سکتے ہیں
دورِ موجود کے دن رات بدل سکتے ہیں
تم بدل جاؤ...، تو یہ حالات بدل سکتے ہیں

دکن میں اردو

شان پریہار پروفیسر محمد گوہر صدیقی
9470038099

* علاؤ الدین خلجی کے زمانے سے ہی شمالی ہندوستان کے بادشاہوں نے دکن پر حملہ شروع کر دیا تھا اور اسی درمیان سن 1329ء میں محمد تغلق نے دیوگیر کو اپنا دارالسلطنت بنایا اور شمالی ہندوستان سے لوگ جوق در جوق انے لگے اور اسی طرح اہل دکن اور شمالی ہند کے باشندوں کے میل ملاپ سے زبان "ہندوی" قدیم اردو وجود میں ائی جسے دکنی اردو بھی کہا جاتا ہے-

بزرگان دین نے اس دکنی اردو میں رشد و ہدایت کا کام کیا اور اس طرح اس زبان کو مقبولیت حاصل ہونی شروع ہوئی اور پھر تو اس کی رفتار ترقی دکن میں اتنی تیز ہو گئی کہ دکن میں مستقل تصانیف اور تحریری نمونے ملنے لگے اور تصنیف کا یہ سلسلہ بہمنی دور سن 1340 عیسوی سے شروع ہو کر 1525ء تک رہا- اور اس دور میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے کئی رسالے جو تصوف کے مسائل سے متعلق تھے منسوب کیے گئے مثلا معراج العاشقین، ہدایت نامہ، تلاوۃ الوجود، رسالہ سہ پارہ, اس کے بعد عبداللہ حسینی کا نام اتا ہے، جنہوں نے نشاط العشق کا دکنی میں ترجمہ کیا- سلطان احمد شاہ بہمنی کے زمانے میں فخر دین نظامی ایک درباری شاعر ہوا جس کی مثنوی کدم راؤ پدم راؤ بہت مشہور ہے- اس دور کے کچھ مشہور شعراء کے نام حسب ذیل ہیں جس نے دکن میں اردو اور دکن میں اردو شاعری کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا-

1 شاہ میراجی شمس العشاق (سن 1562ء 1497 عیسوی ہے) یہ صوفی بزرگ شاعر تھے بجاپور کے رہنے والے تھے دکنی زبان استعمال کرتے تھے نظم اور نثر میں کئی رسالے تصنیف کیے تھے جس میں خوش نامہ ایک مثنوی ہے شہادت التحقیق، جو تصوف کے متعلق ایک طویل نظم ہے جس کی زبان سادہ اور سلیس ہے

02 شاہ برہان الدین شاہ میراجی کے فرزند تھے صوفی اور عالم تھے (سن 1599ء 1554) ان کی شعری تصانیف میں وصیت الہادی، رموز الواصلین، بشارت الذکر، ارشاد نامہ ہے-

03 اشرف شاہ بیابانی انہوں نے 1503ء میں ایک طویل مثنوی نو سرہار لکھی جس میں کربلا کے واقعات کو داستان سے نظم کیا ہے زبان کی سادگی اور بیان کی بے تکلفی کے اعتبار سے بھی یہ مثنوی کافی اہمیت رکھتی ہے-

04 شوقی ان کا پورا نام شیخ حسن نام شوقی تخلص تھا ان کی شاعری کی دو مثنویاں قابل ذکر ہیں ظفر نامہ نظام شاہ، میزبانی نامہ سلطان محمد عادل صاحب اس عہد کے رسم و رواج اور تقریبات پر لکھی گئی یہ مثنوی ہے یہ 1632ء عیسوی میں لکھی گئی تھی-

05 محمد قلی قطب شاہ : یہ ایک کامیاب محبوب حکمراں ہونے کے علاوہ باکمال شاعر بھی تھے ان کا کلام پہلی مرتبہ سن 16ء میں سلطان محمد قطب شاہ نے مرتب کیا اور پھر 1914 عیسوی میں ڈاکٹر زور نے ترتیب جدید کے ساتھ شائع کیا-

06 وجہی- ابراہیم قطب شاہ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور بچپن سے ہی شعر کہنے لگے تھے اس دور کے مشہور اور کامیاب شعراء میں ان کا شمار ہوتا ہے ان کی دو کتابیں خاص طور پر مشہور ہیں قطب مشتری جو ایک مثنوی ہے

07 عبداللہ قطب شاہ کے 50 سالہ دور حکومت میں اردو کو جو ترقی ہوئی وہ بہت کم بادشاہوں کے زمانے میں ہوئی ہوگی عبداللہ خود بھی شاعر تھے اور دکنی زبان میں اس کا کلام موجود ہے

08 غواصی سلطان محمد قطب صاحب کے زمانے کا شاعر تھا اس نے تین مثنویاں لکھی میناستونتی، سیف الملوک، طوطی نامہ

09 ابن نشاطی ابن نشاطی بھی بلند مرتبہ شاعروں میں شمار کیے جاتے ہیں ان کی مشہور مثنوی پھول بن ہے

10 فائز یاتانہ شاہ کے دور کا شاعر ہے مثنوی رضوان شاہ روح افزا اس کی یادگار ہے-

بہر حال بہر حال دکن میں اردو اور شاعری کی تاریخ میں ولی، فیروز، قریشی، عبدل، رستمی، نصرتی، باجن، وجیہ الدین، خوب محمد جیسے شعراء کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔!!

شان پریہار ایک مختصر تعارف

نام- محمد مسعود عالم, قلمی نام- گوہر صدیقی
والد محترم- ماسٹر ڈاکٹر، مولوی محمد فضل کریم صدیقی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر چاندپٹی مکتب انچل سرسنڈ ضلع سیتا مڑھی صوبہ بہار
تعلیم- ایم اے اردو، فاضل اردو، فارسی
خطاب - شان پریہار، جان پریہار، ستامڑھی ضلع کے ٹاپر اسپکر، اہل قلم
عہدہ - صدر شعبہ اردو ایم کے کالج مدھوبن تھانہ بھوتھی ضلع سیتامڑھی بہار
تالیفات - عظمت رسول، خاک مدینہ، لال و گوہر، لغات گوہر، شان پریہار
تجربات- مزہبی اور سیاسی دونوں موضوع پر بیباکی سے گفتگو کرنے کا ملکہ اور اس وقت ہفت روزہ نیپال اُردو ٹائمز کے بطور بھارت سے مہمان قلم کار

ایرا یونیورسٹی میں پانچویں بین الاقوامی اردو۔ ہندی عالمی کانفرنس کا انعقاد

مذہب نہیں، زبان ایک دوسرے کو قریب لاتی ہے: غلام نبی آزاد

زبانیں تہذیب کا زندہ رشتہ ہیں، جو ماضی و مستقبل کو جوڑتی ہیں: ڈاکٹر عمار رضوی

لکھنؤ (ابو شحمہ انصاری)

پانچویں بین الاقوامی اردو۔ ہندی عالمی کانفرنس کا افتتاحی اجلاس 30 نومبر کو ایرا میڈیکل یونیورسٹی، لکھنؤ میں نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ ملک و بیرون ممالک برطانیہ، خلیجی ممالک، تاشقند، ترکمینستان وغیرہ کی ممتاز علمی، ادبی اور سماجی شخصیات کی شرکت نے اس اجلاس کو یادگار اور تاریخی اہمیت عطا کی۔

پروگرام کا آغاز مہمانوں کی گلپوشی اور شمع روشن کرنے کی روایت کے ساتھ ہوا، جب کہ نظامت کے فرائض ڈاکٹر ریشماں پروین نے پر کشش انداز میں انجام دیے۔ افتتاحی لمحات میں اردو کے معروف شاعر جناب عمر انصاری مرحوم کی مشہور نظم "اردو کی کہانی اردو کی زبانی" نظم کے چند منتخب اشعار معروف غزل گو ڈاکٹر پربھا سریواستوا نے پیش کیے، جس پر سامعین نے بھرپور داد دی۔

مہمان خصوصی سابق وزیر اعلیٰ، جموں و کشمیر، وسابق مرکزی وزیر غلام نبی آزاد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اردو اور ہندی صرف زبانیں نہیں، بلکہ ملک کی تہذیب و یکجہتی کی بنیاد ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ لکھنؤ، جو صدیوں سے گنگا- جمنی ثقافت اور تہذیب کا مرکز رہا ہے، اردو صحافت اور ادب سے ہمیشہ گہرا تعلق رکھتا رہا ہے۔ آج کی دنیا میں یہ ضروری ہے کہ ہم اردو کو فروغ دینا اپنا فریضہ سمجھیں اور اسے نئی نسل تک منتقل کرنے کی ذمہ داری قبول کریں۔ بالکل اسی طرح ہندی زبان بھی نہ صرف بھارت میں بلکہ دیگر ممالک میں اپنے فروغ اور استحکام کے لیے سرگرم ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک اپنی زبانوں کو مضبوط بنا کر اپنی تہذیب، ثقافت اور علمی شناخت کو محفوظ کر رہے ہیں، اور یہی مقصد ہمیں بھی اردو اور ہندی دونوں کے فروغ کے لیے پیش نظر رکھنا چاہیے۔ غلام نبی آزاد نے کہا کہ میں وزیر اعظم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہندوستانی زبان کو زندہ رکھنے اور اس کے فروغ کے لیے وہ اقدامات کیے ہیں جو دنیا کے دیگر ممالک اپنی زبانوں کے فروغ کے لیے عموماً کم کرتے ہیں۔ یہ ایک مثبت قدم ہے جو نہ صرف ہماری تہذیب اور ثقافت کو مضبوط کرتا ہے بلکہ نئی نسل کو اپنی زبان سے جوڑنے میں بھی مددگار ثابت ہوگا۔

کانفرنس کے چیئرمین اور سابق کارگزار وزیر اعلیٰ ڈاکٹر عمار رضوی نے اپنے خطاب میں موجودہ لسانی چیلنجز پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج اردو نامہ نگاروں کی تعداد کم ہو رہی ہے اور اردو اخبارات کی کمی ہمارے لسانی و فکری بحران کی نشاندہی کرتی ہے۔ گھروں سے اردو کا کم ہوتا رواج آنے والی نسل کے لیے ایک تہذیبی خلا جنم دے رہا ہے، جو مستقبل میں ہماری شناخت کے لیے بڑا سوال بن سکتا ہے۔ انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ وقت آ گیا ہے کہ ہندستان میں ایک بین الاقوامی "ترجمہ ہاؤس" قائم کیا جائے، تاکہ نئی نسل کو معیاری زبان، عالمی ترجمے اور لسانی تربیت کا مضبوط پلیٹ فارم فراہم ہو سکے۔ ان کے مطابق اردو اگر آنے والی نسلوں میں باوقار، زندہ اور مؤثر رکھنی ہے تو ایسے علمی اداروں کا قیام ناگزیر ہے۔

پروگرام کی صدارت سابق رکن پارلیمنٹ اور سابق وزیر برائے خواتین فلاح و سیاحت پروفیسر ڈاکٹر ریتا بہوگنا جوشی نے کی۔ انہوں نے کہا کہ اردو اور ہندی ہندوستان کی روح میں بسی ہوئی زبانیں ہیں، جنہوں نے ہمیشہ مشترکہ تہذیب اور بھائی چارے کو تقویت بخشی ہے۔ ان کے مطابق یہ کانفرنس دونوں زبانوں کے سماجی کردار اور مستقبل کی سمت متعین کرنے میں ایک اہم سنگِ میل ثابت ہوگی۔

اٹل بہاری واجپئی میڈیکل یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر سنجیو مشرا اور ایرا میڈیکل یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر عباس علی مہدی نے بھی اپنے خیالات پیش کیے۔ مقررین کا کہنا تھا کہ اردو اور ہندی وہ مضبوط تہذیبی ستون ہیں جنہوں نے ہندوستانی معاشرے کو ہمیشہ جوڑے رکھا ہے، اور اس عالمی کانفرنس کے ذریعے زبانوں کے ڈیجیٹل مستقبل کی نئی راہیں کھلیں گی۔

بین الاقوامی کانفرنس کے اسی اجلاس میں پدم شری پروفیسر مہدی حسن کو ان کی علمی، ادبی اور سماجی خدمات کے اعتراف میں خصوصی ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ شرکاء نے ان کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے انہیں اردو اور ہندی کی مشترکہ تہذیبی روایت کا روشن چراغ قرار دیا۔

سیمینار کے مختلف سیشنز میں مندوبین نے اردو زبان و ادب کی تاریخ، اس کی تہذیبی میراث اور معاصر چیلنجوں پر مدلل گفتگو کی۔

اجلاس میں ڈاکٹر ہارون رضوی، ڈاکٹر انیس انصاری (سابق آئی اے ایس)، پروفیسر سلیمان عمار رضوی، عمار انیس نگرامی، امیر حیدر ایڈوکیٹ، مرزا اسلم بیگ، سید عاصم رضا (سابق ایڈیٹر نیا دور)، میثم عمار رضوی، مرزا فرقان بیگ، آصف زماں رضوی، ڈاکٹر موسیٰ رضا، ڈاکٹر تقدیس فاطمہ، ڈاکٹر ریشماں پروین، علیشار ضوی، ڈاکٹر شکیل قدوائی، محمد سلمان انصاری، عتیق احمد انصاری، ابو شحمہ انصاری، شہاب الدین خان، ڈاکٹر آل احمد، احتشام خان، ڈاکٹر منتظر قائمی، ڈاکٹر سیما سنگھ، پروفیسر خان محمد عاطف، پروفیسر ماہ رخ مرزا (سابق وائس چانسلر، خواجہ معین الدین چشتی اردو، عربی، فارسی یونیورسٹی، لکھنؤ)، روی پرکاش یادو، عرفان منصوری اور محمد اویس نگرامی سمیت متعدد علمی و ادبی شخصیات شریک رہیں۔۔

یہ اطلاع کانفرنس کی اردو نشر و اشاعت کے انچارج ابو شحمہ انصاری نے فراہم کی ہے۔

Abushahma Ansari
Journalist,District
Secretary
Indian
Journalist Association
Distt.Barabanki (U.P.)

جشنِ اُردو کے موقع پر دکن مسلم انسٹی ٹیوٹ میں مختلف مسابقتی پروگراموں کا شاندار انعقاد

پونے، 27 نومبر (محسن رضا ضیائی) ہر سال دی دکن مسلم انسٹی ٹیوٹ، کیمپ پونے کی جانب سے یومِ اُردو، یومِ اقبال، یومِ تعلیم اور یومِ اطفال کے پُرمسرت مواقع پر مختلف تہذیبی، ثقافتی اور ادبی تقاریب کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ امسال بھی جشنِ اُردو کے موقع پر دی دکن مسلم انسٹی ٹیوٹ، کیمپ پونے میں 26 نومبر بروز بدھ صبح 10:30 بجے یومِ اُردو کے ضمن میں متعدد مقابلوں کا اہتمام کیا گیا۔

اوّل اور دوّم جماعت کے طلبہ و طالبات کے مابین تصاویر میں رنگ بھرنے کا مقابلہ، سوّم اور چہارم جماعت کے درمیان نظم خوانی کا مقابلہ، نیز چہارم جماعت کے لیے خوش خطی کا مقابلہ رکھا گیا۔ اسی طرح پنجم تا نہم جماعت کے طلبہ و طالبات کے لیے تعلیم کی اہمیت، نئی ایجوکیشن پالیسی اور فلسفۂ خودی جیسے اہم موضوعات پر تقریری اور بیت بازی کے مقابلے منعقد کیے گئے۔

علاوہ ازیں، گیارھویں، بارھویں اور ڈی۔ ایڈ کے طلبہ و طالبات کے مابین تقریری مقابلہ بھی نہایت شاندار انداز میں منعقد ہوا، جن میں طلبہ و طالبات کی بڑی تعداد نے حصہ لیا اور بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

دوپہر 3 بجے اعظم کیمپس کے علانا انسٹی ٹیوٹ کے ایک ہال میں تقسیمِ انعامات کے پروگرام کا انعقاد عمل میں آیا، جس میں مہمانِ خصوصی کے طور پر اردو زبان و ادب کے ایک اہم ستون کہے جانے والے ادیب و شاعر، نقاد و محقق اور کئی ایک ادبی کتابوں کے مصنف محترم تقی عابدی صاحب کینیڈا سے تشریف لائے۔ اس کے علاوہ محترمہ عابدہ انعامدار صاحبہ نے اِس اہم پروگرام کی صدارت اور محترمہ عظمت دلال صاحبہ نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

پروگرام کا آغاز محسن سر کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا، جس کے بعد عبدالحمید ہنر نے افتتاحی کلمات پیش کیے۔

بعدہ تقی عابدی صاحب نے یومِ اُردو کی مناسبت سے طلبہ وطالبات کو اردو زبان و ادب کے اہم گوشوں سے متعارف کرایا، اس کے سیکھنے اور سکھانے کی طرف توجہ مبذول کرائی۔

آپ نے کہا کہ اردو دنیا کی سب سے شریں اور مہذب زبان ہے، جس کے بولنے والے دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ یہ زبان ہماری تہذیب و ثقافت کی علامت بھی ہے۔ لہٰذا اِس کا تقاضا یہ ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے۔ کیوں کہ یہ نا صرف ایک زبان ہے بلکہ ہمارے احساسات و جذبات کی ایک ترجمان بھی ہے۔ محترمہ عابدہ انعامدار صاحبہ نے اپنے صدارتی خطبہ میں اِن منعقدہ مقابلوں کی بھرپور ستائش کی اور اسے اُردو زبان و ادب کے لیے ایک اہم سنگ میل قرار دیا۔ واضح رہے کہ اِن تمام مختلف مقابلوں میں اوّل، دوّم اور سوّم مقام حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات کو تقی عابدی صاحب کے ہاتھوں اسناد و انعامات سے نوازا گیا۔ اخیر میں محترمہ نفیسہ صاحبہ سیکریٹری آف دی دکن مسلم انسٹی ٹیوٹ کے کلماتِ تشکر پر یہ کامیاب پروگرام اختتام پزیر ہوا

ضروری اعلان:

قلمکار حضرات اپنے مضامین دلائل کے ساتھ ہی ارسال فرمائیں بغیر دلائل کے کوئی بھی مضمون قابل قبول نہیں ادارتی ٹیم: نوٹ: کسی بھی مضمون میں ایڈیٹر کو حسب ضرورت تصرف یا ترمیم کا حق حاصل ہوگا، مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

سعادت گنج میں "بزمِ ایوانِ غزل" کے زیرِ اہتمام شاندار طرحی مشاعرہ منعقد

وہ بات کہ جس کا کوئی مطلب ہی نہیں ہے ، وہ ہم کو اسی بات میں الجھائے ہوئے ہیں: کلیم طارق

بارہ بنکی (ابو شحمہ انصاری)
سعادت گنج کی انتہائی فعال ادبی تنظیم "بزمِ ایوانِ غزل" کے زیرِ اہتمام ایک شاندار اور نہایت کامیاب طرحی مشاعرے کا انعقاد آئیڈیل انٹر کالج محمد پور باہوں، سعادت گنج کے وسیع و عریض ہال میں منعقد کیا گیا۔ اس یادگاری اور کامیاب مشاعرے کی صدارت بزرگ شاعر عاصی چوکھنڈوی نے کی، جبکہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے ڈاکٹر بشر مسولوی اور مہمانِ ذی وقار کے طور پر ضمیر فیضی رام نگری نے شرکت کی۔
اس حسین و پروقار مشاعرے کی نظامت کی ذمہ داری دانش رامپوری اور طنز و مزاح کے مشہور شاعر بیڈھب بارہ بنکوی نے مشترکہ طور پر اپنے اپنے منفرد، دل کش اور جداگانہ انداز میں انجام دی۔ اس طرحی مشاعرے کا آغاز مشتاق بزمی نے نعتِ رسول ﷺ سے کیا جس نے مشاعرے کو روحانی فضا سے بھر دیا۔ اس کے بعد غزل کے دل نشیں اور بے انتہا خوبصورت مصرعِ طرح
""ہم خواب کی دنیا سے نکل آئے ہوئے ہیں""
پر باضابطہ طرحی مشاعرے کا آغاز ہوا۔ مشاعرہ نہایت کامیاب رہا۔ پیشِ خدمت ہیں چند منتخب اشعار جو شعراء اور سامعین کی جانب سے بہت زیادہ پسند کیے گئے اور خوب داد و تحسین سے نوازے گئے:

ہم خواب کی دنیا سے نکل آئے ہوئے ہیں
اب وہ ہمیں تعبیر میں الجھائے ہوئے ہیں
عاصی چوکھنڈوی

خاکی ہیں مگر شان ہماری کوئی دیکھے
ہم عرش کی زینت کا شرف پائے ہوئے ہیں
بشر مسولوی

جو اپنے پڑوسی پہ ستم ڈھائے ہوئے ہیں
وہ لوگ جہنم میں جگہ پائے ہوئے ہیں
بیڈھب بارہ بنکوی

وہ بات کہ جس کا کوئی مطلب ہی نہیں ہے
وہ ہم کو اسی بات میں الجھائے ہوئے ہیں
کلیم طارق

ہر روز یہاں نت نیا قانون ہے نافذ
لوگ اس لیے اس شہر میں گھبرائے ہوئے ہیں
راشد ظہور

اللہ کرے ہاتھ سلامت رہیں ان کے
اسلام کے پرچم کو جو لہرائے ہوئے ہیں
اثر سیدن پوری

اب صرف حقیقت کا ہمیں ذکر سناؤ
ہم خواب کی دنیا سے نکل آئے ہوئے ہیں
مشتاق بزمی

اسلاف کی راہوں کو جو اپنائے ہوئے ہیں
ہر مرکزِ ہستی پہ وہی چھائے ہوئے ہیں
دانش رامپوری

مجھ کو توانا میری اجازت نہیں دیتی
حالات ہیں جو ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے ہیں
ظہیر رامپوری

معصوم پرندوں کو یہ معلوم نہیں ہے
صیاد نے ہی دانے یہ بکھرائے ہوئے ہیں
ڈاکٹر زعیم اختر بارہ بنکوی

ایمان و یقیں جن کا نہیں ایک خدا پر
وہ دستِ طلب ہر جگہ پھیلائے ہوئے ہیں
ڈاکٹر سلمان

پل بھر کے لیے تجھ کو جدا ہوتے نہ دیکھیں
تصویر تری سینے سے چپکائے ہوئے ہیں
نظر مسولوی

یوں ہی نہیں دشمن سبھی گھبرائے ہوئے ہیں
زندانِ بلا توڑ کے ہم آئے ہوئے ہیں
شفیق رامپوری

ملتے ہیں جہاں مفت میں بدحال کو کمبل
خوشحال وہاں ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے ہیں
چٹک چوکھنڈوی

تاریخ کے اوراق ذرا دیکھ پلٹ کر
جو تاج ہیں تیرے مرے ٹھکرائے ہوئے ہیں
راشد رفیق چوکھنڈوی

آنسو میری پلکوں پہ جو یہ آئے ہوئے ہیں
اک بار کے ہنسنے کی سزا پائے ہوئے ہیں
نعیم سکندر پوری

ہم اپنے تصور میں لیے بیٹھے ہیں ان کو
وہ پاس نہ آنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں
قمر سکندر پوری

یہ کیسی بہار آئی خزاں ساتھ میں لے کر
گلشن کے سبھی پھول جو مرجھائے ہوئے ہیں
سحر ایوبی

آرائشِ جنت کا جنھیں علم نہیں ہے
دنیا کی مصیبت سے وہ گھبرائے ہوئے ہیں
عاصم اقدس

کچھ لوگ ہمیں دیکھ کے گھبرائے ہوئے ہیں
لگتا ہے کہیں اور سے ہم آئے ہوئے ہیں
ماہر بارہ بنکوی

اپنے تو سبھی اپنے ہیں اپنوں کی الگ بات
جو غیر ہیں ان کو بھی ہم اپنائے ہوئے ہیں
اسرار حیات

آئینہ وہ کچھ ایسا یہاں لائے ہوئے ہیں
پتھر کے صنم دیکھ کے گھبرائے ہوئے ہیں
ابوذر انصاری

ان شعراء کے علاوہ ضمیر فیضی رام نگری، قیوم بہٹوی، دلکش چوکھنڈوی، علی بارہ بنکوی، اسلم سیدن پوری، صغیر قاسمی، اظہار حیات اور مصباح رحمانی نے بھی اپنا اپنا طرحی کلام پیش کیا اور شعراء و سامعین سے خوب داد و تحسین حاصل کی۔ سامعین میں آئیڈیل انٹر کالج کے منیجر محمد مستقیم انصاری، ماسٹر محمد وسیم انصاری، ماسٹر محمد قسیم انصاری، ماسٹر محمد حلیم انصاری اور ماسٹر محمد راشد انصاری کے نام بھی قابلِ ذکر ہیں۔

"بزمِ ایوانِ غزل" کا آئندہ ماہانہ طرحی مشاعرہ بتاریخ 28/دسمبر بروز اتوار درج ذیل مصرع پر منعقد ہوگا:
"کر نہیں پائے گا یہ طوفان کچھ"
قافیہ: طوفان: ردیف: کچھ
یہ مشاعرہ بھی آئیڈیل انٹر کالج میں ہی منعقد ہوگا

اُردو زبان کی بقا کے لیے گھروں میں اُردو کا رواج انتہائی ضروری ہے: ڈاکٹر عمار رضوی

نیپال اردو ٹائمز
لکھنؤ (بھارت) (ابو شحمہ انصاری)
اُردو صرف ایک زبان نہیں، بلکہ ایک مکمل تہذیب کا نام ہے جو صدیوں کی علمی، ادبی اور ثقافتی روایات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ تمام زبانوں کی جان ہے، کیونکہ اس نے مختلف لسانی ذخائر کو جذب کر کے اپنی ایک منفرد اور دل نشین شکل قائم کی ہے۔ اُردو کی مٹھاس، اس کے لہجے کی نرمی اور الفاظ کی چاشنی اسے دیگر زبانوں میں ممتاز بناتی ہے۔ اسی لیے اُردو دلوں کو جوڑنے، محبتیں بانٹنے اور تہذیبی قدریں منتقل کرنے کا بہترین ذریعہ رہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار کانفرنس کے میزبان اور سابق کارگزار وزیر اعلیٰ اتر پردیش، ڈاکٹر عمار رضوی نے بین الاقوامی اُردو کانفرنس کے دوران کیا۔
مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار و نظریات کو فروغ دینے والے ادارے "مولانا آزاد انسٹیٹیوٹ" کی جانب سے منعقدہ بین الاقوامی اُردو کانفرنس کا دوسرا اور آخری دن آج نہایت شاندار رہا۔ یہ کانفرنس شعبۂ اُردو، لکھنؤ یونیورسٹی میں منعقد ہوئی۔ دورانِ کانفرنس زبان وادب کی گراں قدر خدمات کے لیے عالمی شہرت یافتہ محقق و ادیب، صدر شعبہ اُردو پروفیسر عبّاس رضا نیر کو ابو الکلام آزاد ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا۔ واضح رہے کہ اس بین الاقوامی اُردو کانفرنس کا افتتاحی فنکشن گزشتہ یکم دسمبر کو ایرا میڈیکل کالج میں منعقد ہوا تھا۔
دوسرے دن کے پروگرام میں مجموعی طور پر تین سیشن ہوئے۔ پہلے اجلاس کی صدارت اُردو زبان و ادب کے نمائندہ ادیب، ڈاکٹر احسن زیدی (انگلینڈ) نے کی، جب کہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے اُردو محققہ ڈاکٹر ریشماں پروین (صدر، شعبہ اُردو، کھن کھن جی گرلز کالج، لکھنؤ) شریک ہوئیں۔ اس سیشن میں شعبۂ اُردو کے اساتذہ ڈاکٹر جاں نثار عالم، ڈاکٹر عشرت ناہید (مولانا آزاد اردو یونیورسٹی، لکھنو کیمپس)، ڈاکٹر پروین شجاعت (ممتاز کالج) اور ڈاکٹر موسی رضا (خواجہ معین الدین چشتی یونیورسٹی) نے اپنے مقالات پیش کیے۔ اس اجلاس کی نظامت شعبۂ اُردو کے ریسرچ اسکالر غلام عبّاس رضوی نے انجام دی۔
دوسرے سیشن میں پروفیسر عمیر منظر (مولانا آزاد یونیورسٹی، لکھنو کیمپس) اور ڈاکٹر منتظر قائمی نے مقالے پیش کیے۔ اس سیشن کی صدارت ڈاکٹر ریشماں پروین نے کی۔ انہوں نے اپنے خطبے میں وقت کی ضرورت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ "جدید ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل دور میں اُردو کو نئے انداز میں پیش کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے"۔ اس موقع پر پروفیسر سلیمان رضوی اور پروفیسر شمع محمود نے اظہارِ خیال کیا، جب کہ صدر شعبۂ اُردو پروفیسر عبّاس رضا نیر نے اُردو کی فلاح و ترقی کے حوالے سے خیالات پیش کیے۔
اسی طرح تیسرے سیشن کی صدارت پروفیسر خان محمد عاطف نے فرمائی۔ اس اجلاس میں ڈاکٹر اکبر بلگرامی، شعبۂ اُردو کی ریسرچ اسکالر اور جدید فکشن نگار صائمہ انصاری، اور ریسرچ اسکالر زیبا جلیل نے اپنے تحقیقی مقالے پیش کیے۔
اختتامی مرحلے میں مقالہ خوانان اور مہمانانِ ذوی الاحترام کو مومنٹو اور سرٹیفکیٹ پیش کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اور آخر میں ڈاکٹر عمار رضوی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔
اس موقع پر پروفیسر غلام نبی احمد، ڈاکٹر شبیب علوی، ڈاکٹر ثروت تقی، پروفیسر شبنم رضوی، ڈاکٹر سبحان عالم، ڈاکٹر سلمان، ڈاکٹر یاسر جمال، ڈاکٹر شاہانہ سلمان، ڈاکٹر احتشام، آصف زماں رضوی، شہاب الدین خان، روی پرکاش یادو، ڈاکٹر آل احمد، عطیق انصاری، مرزا فرقان بیگ، جمیل حسن نقوی کے علاوہ اُردو، فارسی، عربی، انگریزی اور تاریخ کے متعدد اساتذہ، سامعین، ریسرچ اسکالرز اور طلبہ بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔

Journalist,District Secretary
Indian Journalist Association
Distt.Barabanki (U.P.)

اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹسپ ارسال کریں مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں۔
ایڈیٹر کو ترمیم کا حق ہوگا
+918795979383 -+9779817619786 +91 7398 208 053

سوشل میڈیا اور نوجوان نسل کا فکری انحراف

از: حشمت اللہ ماتریدی علیمی
امام ماتریدی انسٹی ٹیوٹ مالیگاؤں

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں سوشل میڈیا ہمارے جسم کا ایک جزو لاینفک بن گیا ہے جس کے استعمال سے اپنے آپ کو ہم چاہ کر بھی نہیں بچا پاتے اس وقت سوشل میڈیا استعمال کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اس میں دن بدن ترقیاں ہوتی جا رہی ہیں اگر یہ پلیٹ فارم کوئی ملک ہوتا تو دنیا کا سب سے بڑا ملک ہوتا اس میں ہماری نوجوان نسل سب سے پیش پیش ہے، کیونکہ یہ انہیں کم وقت میں کثیر معلومات کے حصول اور ساتھ ہی ساتھ گلوبلائزیشن تفریح کا موقع فراہم کرتا ہے اس کے ساتھ سوشل میڈیا کا کثیر استعمال نوجوانوں کے فکری اور نفسیاتی رویوں پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔
ویسے تو سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز پر معلوموت کا ایک پورا ذخیرہ موجود ہے، لیکن اس کا زیادہ استعمال ذہنی توازن کے لیے بھی خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ ان کے اوقات کے نظم و ضبط اور کسی ایک چیز پر زیادہ دیر تک فوکس کرنے کی صلاحیت میں بھی خلل ڈال رہا ہے اور ساتھ ہی فکری انحراف کی راہیں بھی کھول رہا ہے۔ اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کے اثرات کو سمجھیں اور اس کے اسباب کو بھی سمجھیں اور اس سے بچنے کے لیے مناسب تدابیر اپنائیں۔
سوشل میڈیا نے تعلیمی میدان میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے اور اس نے اس میں بہت آسانیاں پیدا کی ہیں۔ جیسے! کثیر معلومات کم وقت میں حاصل کرنا، دور دراز بیٹھے یا دوسرے ممالک کے اساتذہ سے آن لائن لیکچرز کے ذریعے استفادہ کرنا، تحقیقاتی مواد تک فوری رسائی حاصل کرنا، اور دنیا بھر کے ماہرین سے فوری استفادہ کرنا یہ سب سوشل میڈیا ہی کے ذریعے ممکن ہو پا رہا ہے لیکن اس پر بھی نظر رہے کہ ایک ہی اسکرین پر حقیقت، فریب، علم، جہالت، اخلاق اور بے راہ روی، یہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ پر اس سے آپ کو اچھائی اپنے لیے تلاش کرنا ہے اور بری چیزوں کو چھوڑ دینا ہے۔
ان ساری سہولیات کے باوجود اگر ہم نے یہی سہولت بے احتیاطی اور غیر علمی سرگرمیاں جیسے شارٹ ویڈیو دیکھنے، گیم کھیلنے اور بہت ساری فضولیات سے بدل لی تو یہ سہولت سے زحمت بن جاتی ہے اور تعلیمی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ بن کر سامنے آتی ہے جو کہ نئی نسل کے ذوق مطالعہ کے لیے بھی زہر قاتل ہے۔ جہاں لوگ پہلے جوش و خروش کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے اب وہی بڑے ذوق و شوق سے ریلز کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔
نوجوان ذہن جو کبھی کتابوں میں اپنی سمت کو تلاش کرتا تھا اب لائکس اور فالورز کی گنتی میں اپنی قدر و قیمت ڈھونڈنے لگا ہے اور اپنے احساسات کا اظہار اسٹیکر و ایموجیز کے ذریعے کر رہا ہے سوشل میڈیا پر بہت زیادہ خوشحال نظر آنے والا شخص حقیقت میں ناخوش اور اپنی خیالی دنیا میں جی رہا ہے۔ جس سے نوجوانوں کا وقت فضول چیزوں اور لغویات میں صرف ہو رہا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو تعلیمی اور فکری انحراف کا سبب بنتا ہے اور نئی نسل کے ذہن پر غلط اثر چھوڑتا ہے شارٹ ویڈیوز دیکھنے کی وجہ سے لوگوں کے ذہن پر اس طریقے سے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ وہ دل جمعی کے ساتھ کسی ایک چیز پر زیادہ دیر تک فوکس نہیں کر پاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں سے فکری انحراف جنم لیتا ہے جہاں ہمیں رک کر سوچنا ہوگا کہ ہم کس سمت میں جا رہے ہیں۔
اس دور میں اولاد کے پاس والدین کے ساتھ بیٹھنے اور ان کے ساتھ تبادلہ خیال کرنے کے لیے وقت نہیں ہے اور نہ ہی والدین کے پاس ان کی تربیت کے لیے وقت ہے اس میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اسی طرح ایک ہی گھر میں رہنے والے افراد ایک دوسرے سے بے خبر ہیں ہر کوئی اپنے اپنے موبائل و لیپ ٹاپ، کمپیوٹر اور ٹی وی وغیرہ میں مصروف ہے اسی طرح ان کے پاس رشتہ داروں کے ساتھ بیٹھ کر تبادلہ خیال کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ جس کی وجہ
سے ان کے مابین دوریاں پیدا ہو رہی ہیں اور تمام رشتے تار تار ہو رہے ہیں۔ کاش یہ نوجوان جب سوشل میڈیا سے فرصت پاتے تو والدین کے پاس بیٹھ کر تبادلہ خیال کرتے کہ ہمیں اپنی مستقبل کو بہترین بنانے کے لیے کیا کرنا چاہیے اور کس چیز سے دوری اختیار کرنی چاہیے تو ان کے والدین اپنے ۵۰/۶۰ سالہ اپنی زندگی کے تجربات ان کے مابین شیئر کرتے جس کی وجہ سے انہیں اپنی زندگی کو کامیاب بنانے میں بہترین مدد ملتی اور ان کے مابین محبت میں اضافہ ہوتا لیکن انہیں سوشل میڈیا سے فرصت ہی نہیں۔
آج کل یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی بچہ (خواہ وہ شیر خوار ہو یا کچھ شعور رکھنے والا)
ذرا سا بھی اکیلا پن محسوس کرتا ہے یا کچھ اکتاہٹ کا شکار ہوتا ہے تو اس کے والدین اسے فوراً موبائل دے دیتے ہیں کہ وہ اسی میں مست ہو کر انہیں پریشان نہ کرے بچے کو موبائل دینا تو گنوارا کرتے ہیں لیکن ان کے پاس بیٹھ کر الفت و محبت و پیار بھرے لہجے میں اسے سمجھانا پسند نہیں کرتے جس سے بچپن ہی سے وہ والدین کی الفت و محبت سے کوسوں دور رہتا ہے اور والدین کی اہمیت اسے سمجھ نہیں آتی جس کی وجہ سے اس کے والدین کو ایک ایسا دن دیکھنے کو ملتا ہے کہ جب وہی بچہ بڑا ہوتا ہے تو وہ موبائل کے ماتحت رہنے کو تو پسند کرتا ہے لیکن والدین کے زیر سایہ رہنے کو گنوارا نہیں کرتا اور جو جو حرکتیں موبائل میں دیکھتا ہے ویسا ہی رویہ اپنے والدین کے ساتھ کرتا ہے۔ پہلے جب آدمی کو کام وغیرہ سے کچھ فرصت ملتی تھی تو اطمینان سے بیٹھ کر سکون حاصل کرتا تھا اور کسی سرگرمی کے بارے میں سوچتا تھا لیکن اس وقت حال یہ ہے کہ دن بھر کی لاکھ تھکان و مصروفیات کے باوجود بھی اس کو اس وقت تک سکون نہیں ملتا جب تک کہ کچھ وقت تک سوشل میڈیا پر وقت نا گزارے جس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان تناؤ بڑھ رہا ہے کیوں کہ ان کے پاس اطمینان کے ساتھ کسی چیز کے بارے میں سوچنے کے لئے فرصت ہی نہیں جس سے وہ دن بدن ذہنی اپاہج ہوتے جا رہے ہیں۔
نیوزی لینڈ کی اوٹاگو یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق۔ رات کو سوتے وقت اسمارٹ فونز یا دیگر اسکرینوں کا استعمال مسائل کا باعث بنتا ہے اور نیند بھی متاثر ہوتی ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ سونے سے آدھا گھنٹہ قبل ان سے دوری اختیار کی جائے محققین نے یہ بھی بتایا کہ بستر پر اسمارٹ فونز کو صرف ۱۰ منٹ استعمال کرنے سے ہر رات کم از کم ۱۰ منٹ کی نیند گھٹ جاتی ہے۔
جب کوئی شخص رات کے وقت موبائل یا دیگر ڈیوائسز کا استعمال کرتا ہے تو اس میں ایک نیلی روشنی ہوتی ہے جو اس کے دماغ کو یہ احساس دلاتی ہے کہ ابھی رات نہیں ہوئی ہے، بلکہ دن ہے جس کی وجہ سے وہ دیر رات تک جگتا ہے لیکن جب وہ شخص دیر رات تک جگے گا تو صبح بھی دیر تک سوئے گا جب رات میں اچھی طرح نیند مکمل نہیں ہوگی تو جسم پر تھکان، چڑچڑاہت، ذیابیطس، دل کی بیماریوں، اور موٹاپے کے خطرات بڑھ سکتے ہیں جسم پر بھاری پن محسوس ہوگا اور اس پر غنودگی طاری رہے گی جس کی وجہ سے اس کا نظام درہم برہم رہیگا اور سونے کا نظام درست نہ ہونے کی وجہ سے بہت ساری بیماریاں جنم لیں گی۔
اس سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ: ☆رات میں سونے سے دو تین گھنٹہ قبل موبائل یا ٹی وی واسکرین دیکھنے سے گریز کریں۔
☆اور موبائل سے دوری کا ایک بہت اچھا طریقہ یہ ہے کہ آپ سونے سے پہلے اپنی پسندیدہ کتاب کے دس صفحات کم از کم پڑھیں اس طرح دن کے حساب سے آپ ایک ہفتے میں ستر صفحات پڑھ لیں گے، اور ایک ماہ میں تین سو۔ اور ایک سال کی بات کریں تو اس حساب سے آپ اس مدت میں ضخیم سی ضخیم کتاب ختم کر سکتے ہیں۔ ☆اور اگر آپ کی یہ پسندیدہ کتاب، کتاب ہدایت "قرآن" ہو تو پھر کیا بات پھر تو اس کے نور سے زندگی کی ساری تاریکیاں چھٹ جائیں گی اور ہر طرف نورِ ایمان کا راج ہوگا۔
☆اگر آپ کو رات میں کام کرنا ہی پڑتا ہے تو نیلی روشنی روکنے والے چشمے یا اسکرین فلٹر استعمال کریں۔ ☆دن میں زیادہ دیر دھوپ میں رہیں، اس سے رات کو بہتر نیند آئے گی۔
☆رات میں مدھم سرخ روشنی استعمال کریں، کیونکہ یہ نیند پر کم اثر ڈالتی ہے۔
ہارورڈ مائرین کی تحقیق کے مطابق:
جب کوئی شخص سوشل نیٹ ورکنگ کا استعمال کرتا ہے تو اس وقت اس کے دماغ کا ایک حصہ متحرک ہو جاتا ہے جیسا کہ نشہ کرتے وقت متحرک ہوتا ہے لہذا سوشل میڈیا بھی ایک ایسا نشہ ہے جس نے اپنے یوزر کو اپنی گرفت میں اس طریقے سے لے رکھا ہے کہ وہ سوشل میڈیا کو استعمال کرنے کے بجائے خود استعمال ہو جاتے ہیں۔
تعجب! اس بات پر ہے کہ کیا ہم اس موبائل پر اپنا حکم چلا رہے ہیں یا وہ ہم پر اپنا حکم چلا رہا ہے؟ کیا ہم اسے اپنی ضرورت کے لیے استعمال کر رہے ہیں یا وہ ہمیں اپنی ضرورت کے لیے استعمال کر رہا ہے؟ کیا ہم نے اس کو اپنی ضرورت کے لیے خریدا ہے یا اس نے ہمیں خریدا ہے؟ واقعی انسان جیسی عقل و شعور رکھنے والی مخلوق کے لیے حیرت و افسوس کا مقام یہ ہے کہ وہ اپنی ہی بنائی چیزوں کا غلام بن بیٹھا ہے اور اپنی زندگی جیسی بیش قیمتی دولت کو بھی اس نے اسی کے لیے وقف کر دیا ہے۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

غیروں کی نقالی! ایک لمحہ فکریہ

از قلم:
محمد حسنین رضا برکاتی علیمی مصباحی

آج دنیا جس برق رفتاری سے ترقی کی نئی راہیں ہموار کر رہی ہے، اسے دیکھ کر انسانی عقل و خرد دنگ ہے، چونکہ انسانی آنکھ ایسے ایسے انقلابات دیکھ رہی ہے جو انسانی فکر کو ترقی کا راز تلاش کرنے پر زور دے رہی ہے، اور یہ معاملہ انسان کے سامنے ایک عظیم سوالیہ نشان بن کر ابھرتا ہے کہ آخر اس بے مثال ترقی کا راز کیا ہے؟ اور یہ حیرت انگیز ارتقاء کن بنیادوں پر قائم ہے؟۔ حیرت اس وقت ہوتی ہے جب اس سوالیہ نشان کا مرکز و محور اہل اسلام خود کو محسوس کرتے ہیں۔

یار! جس قوم میں تہذیب و تمدن کی خوشگوار فضا قائم ہو، تعلیم و تعلم جس قوم کا حسین شعار ہو، جس مذہب نے اپنی قوم کو ہمیشہ امن وامان کا خوبصورت پیغام دیا ہو، کامیابی و ترقی جس کے دامن میں پنہاں ہو، جو قوم ہمیشہ اپنی حقانیت کی وجہ سے تمام مذاہب عالم پر غالب رہی ہو، آج اسی اسلام کی اتباع کرنے والے لوگ چند ترقی یافتہ اشیاء اور کچھ حیرت کن مناظر کو دیکھ کر خود کو احساس کمتری کا شکار سمجھتے ہیں اور اس رازِ تریاق کے فہم وادراک میں خوب پریشان ہوتے ہیں!!

ذرا سا غور کرنے پر یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ اس کی سب بڑی وجہ اسلام کی تعلیمات اور اس کی تہذیب و ثقافت سے دوری اور غیروں کی نقالی ہے یعنی مغربی تہذیب و ثقافت کو بلاتامل قبول کر لینا جو کہ تمام جہات سے قوم مسلم کے لیے خطرناک اور مضر ہے، دنیا میں سب سے بڑی فتنہ پرور اور تباہ کن قوم کوئی ہے تو وہ یہودی قوم ہے جس کا بنیادی مشن لوگوں کو اسلام سے دور کر کے اپنے غلیظ کلچر اور رذیل ثقافت سے جوڑنا ہے، یہی کیا ہے ان اسلام دشمن طاقتوں نے اسلام کے ساتھ، ان دشمنان اسلام نے نونہالان اسلام کو بڑی آسانی سے اپنے چنگل میں لے کر انہیں دھیرے دھیرے تعلیمات اسلام سے دور کرنے کی بھرپور کوشش کی، آج ہماری قوم کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں جو بے راہ روی نظر آتی ہے وہ انہیں کی تبلیغ کردہ تہذیب و تمدن کا خاص اثر ہے، آپ ان بیہودہ جماعتوں کا گہرائی سے تجزیاتی مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ اس قوم نے ہمیں زمینی اعتبار سے کس قدر نقصان پہنچایا ہے؟ آپ غور کریں کہ ان باطل قوتوں نے ہمارے لباس، کھانے پینے کی اشیاء، سلام و کلام، رہنے سہنے کے مزاج میں کس طرح تبدیلی پیدا کی ہے؟۔

میرا اپنا خیال ہے کہ مخالفین نے سب سے پہلے اسلام کا اچھی طرح سے مطالعہ کیا ہے اس کے بعد انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر ہمیں کامیاب ہونا ہے تو اسلام کے خلاف کچھ ایسا کرنا ہوگا جو دھیرے دھیرے اس کے ماننے والوں کو اسلامی تہذیب و ثقافت سے دور کر دے، پس اس قوم یہود نے پوری دنیا خصوصا اہل اسلام کو اپنے فریب کا شکار بنانے کے لیے ایسا نظریہ پیش کیا جو بہت ساری خرابیوں کے ساتھ اسلامی نظریے سے متصادم ہے، چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کی سب سے بڑی طاقت مذہبی تعلیم میں اپنی تہذیب و ثقافت کو دھیرے دھیرے داخل کرنے کی کوشش کی اور اس میں بہت حد تک کامیاب بھی ہوئے، جیسا کہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ آج بہت سے اسلامی گھروں میں چھوٹے چھوٹے بچے اسلامی الفاظ میں سلام و کلام کے بجائے انگریزی کے چنندہ الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جس سے بچپن میں ہی ان کی فکری کشش انگریزی ماحول کی طرف بڑھ جاتی ہے اور وہ رفتہ رفتہ اسلامی تہذیب سے متنفر ہو جاتے ہیں اور بڑے ہو کر مزید غیروں کے مکر و فریب کا شکار ہو جاتے ہیں جس کی سیکڑوں مثالیں ہمارے گرد و پیش میں دیکھی جاسکتی ہیں،

یار!! ذرا سوچیں! جس اسلام نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو عمدہ اور پر سکون زندگی گزارنے کے لیے اچھی تعلیم کے ساتھ حسن تربیت کی طرف رہنمائی کیا اور نمونہ کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت کو پیش کیا، ہدایت کے لیے انقلاب آفریں کتاب قرآن عظیم عطا کیا، آج وہی لوگ مغربی تہذیب کے چنگل میں پھنس کر دھیرے دھیرے اسلامی ثقافت سے دور ہو کر غیروں کی نقالی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اسلام نے تو مشتبہات سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے لیکن آج اس کے ماننے والے اکثر نوجوان طبقے کے لوگ بلا تحقیق و تفتیش غیروں کے یہاں خورد و نوش میں ذرہ برابر بھی جھجھک نہیں محسوس کرتے، نیز اسلام نے اپنے ماننے والوں کو تہذیب و ثقافت کے اعلی معیار پہ کھڑا کر کے استعمال کے لیے خوبصورت زبان (عربی) عطا کیا (جو کہ جنتیوں کی زبان ہے) آج اس کے ماننے والے اسے چھوڑ کر انگریزی تہذیب کے چپیٹ میں آکر اس شیریں زبان کو بھول بیٹھے ہیں، میں انگریزی زبان کو برا نہیں کہتا البتہ اسی کلچر میں گھل مل کر اسلامی تہذیب و ثقافت کو یکسر نظر انداز کر دینا کہیں نہ کہیں اسلام سے دوری کا سبب ہے، اہل خرد سمجھ سکتے ہیں! مذکورہ کلچر کا ہی گہرا اثر ہے کہ لوگ اس کی طرف بڑی تیزی سے بھاگ رہے ہیں۔ نیز اسی تعلیم و تربیت کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ وہ (مذہب اسلام) مرد و خواتین کو ان کی عزت و ناموس کے تحفظ، اخلاقی بہتری اور کردار میں حسن پیدا کرنے کے لیے بہترین، مہذب اور خوبصورت لباس زیب تن کرنے کی بھی ہدایت کرتا ہے جس کی وجہ سے بہت ساری برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے ساتھ ہی معاشرہ خوب خوشگوار ہو جاتا ہے، کیا آج نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اسلامی تہذیب و ثقافت کے برخلاف مغربی کلچر کے فریب کا شکار نہیں ہیں؟ کیا فیش کے نام عریانت کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں مل رہا ہے؟ ہاں ایسا ہی ہے! وجہ ظاہر ہے! وہ یہی غیروں کی نقالی اور جدید فیشن کو قبول کرنا، آج دنیا یہود کی سازش کو نہیں سمجھ رہی ہے اور ان کے بنائے ہوئے غیر مہذب اور عریاں قسم کے لباس پہننے میں مست ہے یقینا اس کا نقصان آنے والی نسلوں کو بھی ہوگا۔

یار! مقامِ افسوس کہ آج بازاروں میں تہذیب کا لباس بڑی مشکل سے ملتا ہے، یہ سب کیا ہے؟ یہی ہے اسلام دشمن عناصر کی چال! کہ ان کا مقصد قومِ مسلم کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنی ثقافت کے چپیٹ میں لا کر اسلام و سنیت سے دور کیا جائے، یہ ایک لمحہ فکریہ ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام کو پڑھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی کوشش کریں، سیرت نبوی کو اپنے لیے نمونہ عمل بنائیں، اور ہاں! ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ ہم اس مغربی تہذیب کو پس پشت ڈال دیں، اسلامی تعلیمات کو اپنے لیے مشعل راہ بنالیں، اپنے گھروں، خاندانوں، رشتہ داروں اور معاشرہ کو دامن اسلام کی مہکتی ہوئی خوش گوار فضا سے معطر کریں، یقین جانیں!! اگر مسلمان آج بھی اپنی حیثیت سمجھ جائے تو وہ پوری دنیا سے زیادہ طاقت ور ہے، ذرا دل کی گہرائیوں سے سوچیں!! دنیا میں سب سے زیادہ اہمیت تعلیم کو حاصل ہے، کامیابی و ترقی کی بنا اچھی تعلیم اور حسن تربیت پر ہے، اگر ہم افضل الکتب "القرآن" کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے مذہب (اسلام) کا سب سے پہلا درس "اقرا (پڑھو) ہے، اور ہمارا حال یہ کہ ہم تعلیمی میدان میں بہت اسفل مقام رکھتے ہیں، پتہ چلا کہ کمی و کوتاہی ہماری طرف سے ہے، کمزوری ہماری طرف سے ہے، تساہلی و عدم توجہی کے ذمہ دار ہم خود ہیں، آج اسلامی تعلیمات کو پڑھنے اور اس پر عمل کی سخت ضرورت ہے جبھی معاشرہ سے برائیوں کا اچھی طرح سے خاتمہ ممکن ہے، ہمیں غیروں کو دیکھ کر نہیں بلکہ تعلیمات اسلام کی روشنی میں خوش گوار زندگی گزارنے کی فکر کرنی چاہیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری زندگی کو اپنے لیے نمونہ عمل بنا کر عشق مصطفی میں زندگی گزارنے کی سعی کرنی چاہیے۔

"تاریخ کی دھیمی آنچ" اور ہندی مسلمان

محمد عباس الازہری

دنیا کے بڑے سانحے ہمیشہ آہستہ آہستہ جنم لیتے ہیں۔ کوئی قوم ایک صبح بیدار ہو کر اچانک یہ نہیں دیکھتی کہ اس کے گھر جلا دیے گئے، اس کے بچے لاپتا ہیں، یا اس کی زمین کسی اور کی ملکیت قرار پا چکی ہے۔ ظلم کی ابتدا ہمیشہ خاموش ہوتی ہے، قدم قدم چلتی ہے، اور صدیوں پرانی بستیاں ایک روز اس طرح مٹ جاتی ہیں جیسے کبھی تھیں ہی نہیں۔

برما— آج کا میانمار— اس خاموش بربادی کی ایک ایسی ہی دل دہلانے والی مثال ہے۔ صدیوں پرانی روہنگیا مسلم آبادی، جو اراکان کے ساحلی علاقوں میں زبان، تہذیب، معاش، اور تاریخ کے ساتھ جڑی ہوئی تھی، بتدریج ایک ایسی "غیر قوم" بنا دی گئی جسے آخر کار زمین سے مٹانے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ یہ سب ایک دن میں نہیں ہوا۔ یہ کئی دہائیوں پر پھیلا ہوا وہ طویل کھیل تھا جس میں پہلے ذہن بدلے گئے، پھر قانون بدلے گئے، اور آخر میں انسانوں کی شناخت بدل دی گئی— یا ضبط کر لی گئی۔

میانمار کی بربادی کی جڑیں بہت دور تک جاتی ہیں۔ ابتدا میں روہنگیا کو ریاستی سطح پر ان کی اصل شناخت سے محروم کیا گیا۔ ان کی شہریت پر سوال اٹھایا گیا، پھر اس سوال کو قانون بنا دیا گیا، اور قانون کو پوری قوم کے لیے ایک پھانسی کا پھندہ۔ ایک وقت وہ آیا جب روہنگیا کا ووٹ دینے کا حق ختم کر دیا گیا۔ پھر ان کے کاغذاتِ شناخت کو "جعلی" کہہ کر ناقابل قبول قرار دے دیا گیا۔ اس کے بعد ان کے بازاروں میں خوف کی فضا پیدا کی گئی، ان کے روزگار بالکل محدود کیے گئے، اور ان کی معاشرتی زندگی کو گھیرابندی کی طرف دھکیلا گیا۔

پھر ایک دن میڈیا نے ان کی تصویر بدل دی۔ وہی لوگ جن کے ساتھ میانمار کے بدھ باشندوں نے صدیوں تک کھیت، بازار اور سڑکیں شیئر کی تھیں، اچانک ملک کے لیے "خطرہ" قرار دیے گئے۔ یہ وہ لمحہ تھا جب ظلم نے اپنی آخری شکل اختیار کی۔ جب کوئی قوم "خطرہ" قرار دے دی جائے تو اس کے خلاف ہر جرم کو "ضروری اقدام" کا نام دیا جاتا ہے۔ یہی ہوا۔ بستیوں میں آگ لگی، گاؤں اجڑ گئے، بچے سمندر میں پھینک دیے گئے، عورتیں بے گھر ہوئیں، اور لاکھوں انسان اپنی ہی زمین پر اجنبی ٹھہرے۔ وہی روہنگیا جن کے بزرگ اسی دھرتی پر دفن تھے، آج سمندروں میں لاش بن کر بہتے رہے۔

اس پوری تباہی میں دنیا کی خاموشی سب سے خوفناک کردار تھی۔ ظلم اپنے قدم اس وقت مضبوطی سے جماتا ہے جب دنیا تماشائی بنی رہے، اور متاثرہ قوم اپنے اندر بھی ایسی منتشر ہو کہ کوئی اجتماعی آواز نہ اٹھ سکے۔

یہ پورا منظر بھارت کے مسلمانوں کے لیے ایک خاموش لیکن بہت گہرا پیغام رکھتا ہے۔ شہری دستاویزات اور رجسٹریشن کے ایشوز آج محض "کاغذی معاملہ" نہیں ہیں۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ قوموں کی شناخت پر پہلا وار ہمیشہ کاغذ پر ہوتا ہے۔ کسی کے کاغذ مشکوک قرار دے دیے جائیں تو اس کا اگلا قدم ووٹر لسٹ سے نام کا غائب ہونا ہوتا ہے، پھر اس کے بعد حقِ شہریت پر سوال اٹھتا ہے، اور آخر میں یہ سوال الزام میں بدل جاتا ہے۔

ایک بڑی اکثریت کے لیے اگر لاکھوں نام ریکارڈ سے غائب بھی ہو جائیں، تو وقت کے ساتھ کوئی نہ کوئی قانونی دروازہ کھول کر انہیں "سہولت" فراہم کی جا سکتی ہے۔ لیکن اقلیتوں کے لیے سوالات سخت ہوتے ہیں، ثبوت مشکل ہوتے ہیں، اور ہر نتیجہ زیادہ تباہ کن۔ اس لیے کہ طاقتور نظام ہمیشہ کمزوروں کو پہلے آزماتا ہے، پھر انہیں مشقِ ستم بناتا ہے۔

یہ وہ مقام ہے جہاں تاریخ کی دھیمی آنچ کو محسوس کرنا ضروری ہے۔ حراستی مراکز کا لفظ آج محض خبروں کی سرخیوں میں ہے، مگر دنیا میں جہاں جہاں اس نظام کا تجربہ ہوا ہے، وہاں انسانوں کو ان مراکز میں ایک نمبر، ایک فائل، ایک قیدی کی حیثیت دے کر رکھا گیا ہے۔ جب شناخت پر سوال اٹھ جائے تو انسان کا گھر، اس کا کاروبار، اس کی زمین، اس کی یادیں— سب اس کے ہاتھ سے ریت کی طرح پھسل جاتے ہیں۔

یہ کوئی خوف پھیلانے کی کوشش نہیں، یہ غفلت پر طمانچہ ہے۔ عوام کی وہ غفلت جو اپنے گھروں کی چھتوں پر سکون کی نیند سو جاتی ہے، مگر معاشرے کے بدلتے ہوئے منظر نامے کی لرزش محسوس نہیں کر پاتی۔ میانمار کا سانحہ ان لوگوں کے لیے نہیں تھا جو طاقتور تھے، بلکہ ان کے لیے تھا جنہوں نے آنے والے خطرے کو بہت دیر میں سمجھا۔ آج بھارت کے مسلمانوں کو سب سے بڑا خطرہ بیرونی نہیں، اندرونی ہے۔ افتراق، انتشار، قیادت کی کمی، اور مشترکہ لائحۂ عمل کا فقدان— یہ وہ کمزوریاں ہیں جو کسی بھی قوم کو باہر سے زیادہ اندر سے توڑ دیتی ہیں۔ میانمار کی بربادی کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب کسی قوم کے افراد منتشر ہو جائیں تو پھر ظلم کے لیے ان پر غلبہ پانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

جو کل روہنگیا کے ساتھ ہوا وہ آج کسی بھی کمزور قوم کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ دنیا میں طاقت کا مزاج بدل چکا ہے، اور ریاستیں اب قانون کے ذریعے ظلم کرتی ہیں، گولی سے پہلے قلم چلتا ہے، اور قید سے پہلے شناخت چھینی جاتی ہے۔

یہ وقت تاریخ کو پڑھنے کا نہیں، اس سے سیکھنے کا ہے۔ میانمار کے المیے کی آگ آج بھی بجھی نہیں ہے، وہ ہمیں صرف دور سے دکھائی نہیں دیتی، مگر اس کی حرارت ان دلوں تک ضرور پہنچ سکتی ہے جو بیدار رہنے کا ہنر رکھتے ہیں۔ بھارت کے مسلمانوں کو یہ سمجھنا ہوگا کہ اپنی اجتماعی شناخت، اپنے حقوق، اپنے کاغذات، اور اپنی سماجی وحدت کو مضبوط کرنا کوئی سیاسی عمل نہیں— یہ بقا کی جدوجہد ہے۔ جو قوم بکھر جائے وہ تاریخ کی کتابوں میں محض ایک "باب" بن کر رہ جاتی ہے۔ تاریخ آج بھی سرگوشی کر رہی ہے: جن راستوں سے روہنگیا گزرے، وہاں ابھی قدموں کے نشان باقی ہیں۔ بس دیکھنے والی آنکھ چاہیے۔

محی السنہ کانفرنس اختتام پذیر

دھنوشا۔ یکم دسمبر 2025، مطابق 15 گتے منسیر 2082 بروز پیر سرزمین کولھوا، تلسیاہی، دھنوشا پر ایک عظیم الشان کانفرنس "محی السنہ کانفرنس" منعقد ہوا۔ جس کی سرپرستی حضور قاضی نیپال مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ مفتی محمد عثمان برکاتی مصباحی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی۔

خلیفۂ حضور، قاضیٔ نیپال حضرت صوفی امام الدین نظامی صاحب کی دعوت پر *محیی النساء کانفرنس* اور *ردائے فاطمہ کانفرنس* میں شرکت کا موقع ملا۔

فقیرِ قادری کو وہاں جانے کا پہلی بار موقع ملا۔ بہت دنوں سے سنتا آرہا تھا کہ سرزمینِ کولھوا میں ایک عظیم الشان بنات (طالبات کا ادارہ) چل رہا ہے، جس میں دینی و عصری دونوں تعلیمات بہت اچھے انداز میں دی جاتی ہیں۔

جب وہاں پہنچا تو الحمدللہ وہاں کی بنات کا نظام دیکھا، تعلیم و تربیت دیکھنے کو ملی اور سب سے بہتر یہ لگا کہ بہت عمدہ تعمیراتی کام کیا گیا ہے، اور پردے کا ایسا اہتمام بہت ہی کم بنات میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ خواتین کا بھی دینی جلسہ رکھا گیا ہے اور کچھ بچیوں کی دستار بندی بھی ہے۔

بنات کے بانی سے جب ملاقات کی اور بنات کے حالات واحوال پوچھے، پھر کچھ گاؤں کے لوگوں سے بات چیت کا موقع ملا، بچیوں کے سرپرستوں سے ملاقات ہوئی۔ سب سے مدرسے کے حالات پوچھے تو سب نے بہت عمدہ تاثر پیش کیا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ الحمدللہ یہاں تعلیم و تربیت میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہوتا۔ بہتر سے بہترین تعلیم دی جاتی ہے۔

اس بنات کے بانی حضرت مولانا صوفی امام الدین صاحب** نے بہت ہی محنت و مشقت کے ساتھ، ہر طرح کی مخالفت برداشت کر کے یہ تعمیراتی و تعلیمی کام کیا ہے۔

الحمدللہ فقیرِ قادری نے خود بھی ملاحظہ کیا کہ وہاں جلسہ بھی بہت اچھے انداز میں منایا گیا اور بہت کامیاب رہا۔ جلسہ میں تقریباً *50 سے زائد علماء و فضلاء، مفتیانِ کرام* نے شرکت کی اور سیکڑوں کی تعداد میں عوام بھی شریک ہوئی۔

سبھی علماء کرام نے عمدہ بیان فرمائے، نعت و منقبت بھی ہوئی۔ خصوصیت کے ساتھ سرپرست جلسہ مناظرِ اسلام، قاضیٔ نیپال حضرت علامہ مفتی عثمان برکاتی صاحب نے اپنے بیان میں لوگوں کو پیغام دیا کہ آپس میں لڑو نہیں، ہر مسلمان بھائی بھائی ہے۔ کسی شخصیت کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ جو مسلکِ اعلیٰ حضرت والے ہیں وہ ہمارے ہیں۔

وہیں ہندوستان سے آئے ہوئے خطیب *شہزادۂ ابوالحقانی علامہ تحسین رضا مصباحی صاحب* نے اپنے تقریر میں فرمایا کہ دین کا کام خالص رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے تو ان شاء اللہ کامیابی ضرور ملے گی۔ جو لوگ رضائے الٰہی کے لئے تعلیم و تربیت دیتے ہیں، جتنی بھی لوگ ان کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں، ان کا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، کیونکہ اللہ انہیں بلند مقام عطا کر دیتا ہے۔

وہیں دوسرے خطیب *علامہ مفتی فیروز القادری مصباحی، بانی جامعہ نوویہ رامپور* نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ مسلمان اپنی ایک منزل بنالو اور اس پر حکمِ الٰہی اور سنتِ مصطفیٰ کے راستے پر چلو، تو سامنے کتنی بھی تعداد ہو اس سے فرق نہیں پڑتا، کامیابی دینے والی اللہ کی ذات ہے۔

اسی طرح بہت سے علماء کرام، شورائے اعزام نے بہت قیمتی باتیں بیان فرمائیں۔

شرکت کرنے والے علماء کی فہرست کچھ یوں ہے: قاضیٔ نیپال مفتی عثمان برکاتی، خلیفۂ محققِ مسائلِ جدیدہ مفتی فیروز القادری، شہزادۂ ابوالحقانی علامہ تحسین مصباحی، بنات کے بانی و جلسے کے صدر حضرت صوفی امام الدین صاحب، قیادت کرنے والے حضرت مولانا تسلیم اختر، مفتی تبارک صاحب، مولانا سلامَت ساہن، مولانا عبدالمصطفیٰ امجدی، مولانا عبد الرحمان، مولانا نیاز صاحب، قاری امروز صاحب، قاری امیر حمزہ صاحب، مولانا صدام صاحب، مولانا جابر اختر سراجی صاحب، مولانا قیصر ویسالوی صاحب، قاری چمن رضا غزالی، قاری مبارک، قاری حسنین، مولانا نشاط اختر، مولانا زبیر، مولانا ممتاز، مولانا اشرف رضا، مولانا عبدالمصطفیٰ، مولانا شاہد امجدی، مولانا فیضان رضا، مولانا اسرائیل صاحب**۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء کرام کی آمد ہوئی تھی جن سب کے نام سے واقف نہیں ہوں۔ الحمدللہ ایسے ایسے جلسوں اور مدارسِ اسلامیہ و بنات کو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے کہ ہمارے علاقے میں اتنی عمدہ تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔

*سیف علی خان قادری نیپالی

اسلاموفوبیا کا بڑھتا ہوا سایہ اور قوم کی بیداری کی ضرورت

تحریر: امیر الدین خان شیرانی
جامعہ اہلسنت حنفیہ فیضانِ رضا، واپی (گجرات)

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس کی بنیاد محبت، اخوت اور آپسی بھائی چارہ ہے مگر آج کچھ شر پسند عناصر اور مخصوص میڈیا کی منفی ذہنیت نے اسلاموفوبیا کو ایک خطرناک مہم بنا دیا ہے۔ وہ ملک جہاں صدیوں سے مختلف مذاہب ساتھ ساتھ رہتے آئے، وہاں ایک خاص طبقہ مسلمانوں کے خلاف نفرت اور عدمِ اعتماد کو ہوا دینے میں مصروف ہے۔ چند نیوز چینل اپنے اسٹوڈیوز کو عدالت اور منبر بنا بیٹھے ہیں، بعض اینکر ایسا تاثر دیتے ہیں جیسے مسلمان اس ملک کے مجرم ہوں۔ معمولی واقعات کو مذہب سے جوڑ کر نفرت انگیز بیانیہ پروان چڑھایا جاتا ہے اور یہی آج کے اسلاموفوبیا کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ سوشل میڈیا پر فرضی ویڈیوز، جھوٹے بیانات اور گمراہ کن پوسٹس کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف عوامی ذہن مسموم کیا جا رہا ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ عوام روزگار، تعلیم اور مہنگائی جیسے حقیقی مسائل

سے توجہ ہٹا کر مذہبی انتشار میں الجھ جائیں۔ ایسی سیاست میں نہ انسانیت کا احترام ہے اور نہ ملک کی ترقی کا مفاد، صرف تقسیم، نفرت اور اقتدار کی ہوس ہے۔ اسلام جس نے دنیا کو امن، محبت، علم، انصاف اور بھائی چارے کا پیغام دیا، آج اسی دین کی تصویر کو بگاڑ کر پیش کیا جا رہا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ ہندوستان کی خدمت کی ہے، چاہے وہ آزادی کی قربانیاں ہوں یا ملکی ترقی میں کردار، مگر افسوس آج انہی کی حب الوطنی مشکوک بنائی جا رہی ہے۔ ظلم کو تقویت دینے والی سب سے بڑی چیز خاموشی ہے۔ اگر قوم خاموش ہو جائے تو اس کے حقوق دوسروں کی مرضی کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ آج ہمیں دیکھنا ہوگا کہ یہ لڑائی نفرت کی نہیں، شعور اور حق کی لڑائی ہے۔ ہمیں سچ بولنا، سچ پھیلانا، جھوٹے پروپیگنڈے کا علمی اور قانونی جواب دینا ہوگا، نوجوانوں کو تعلیم، ہنر اور ٹیکنالوجی سے مضبوط کرنا ہوگا اور اپنے کردار سے ثابت کرنا ہوگا کہ مسلمان اس ملک کے امن کے سفیر ہیں۔ اللہ جنہیں عزت اور مقام دیتا ہے، انہیں قوم کی رہنمائی کا فریضہ بھی سونپتا ہے۔ آج ضرورت ایسے معزز رہنماؤں کی ہے جو بے خوف ہو کر حق بات کریں، قوم کو بیدار کریں، اور نوجوانوں کو ایک مضبوط مستقبل کی طرف لے جائیں۔ جب قوم ایک آواز بن جائے گی تو نہ میڈیا کا شور ہماری شناخت مٹا سکے گا اور نہ کوئی شر پسند ہمارا وقار چھین سکے گا۔ ہم اسی دھرتی کے بیٹے ہیں، ہماری سانسیں، ہمارا پیار اور ہماری محنت اسی وطن کے نام ہے۔ ہمارا وجود اس ہندوستان کی پہچان ہے— اور یہ پہچان کسی کے رحم و کرم کی محتاج نہیں۔

غرور کی آگ اور انسان کی بربادی: عاجزی ہی انسانیت کا اصل زیور

تحریر: ڈاکٹر مولانا محمد عبدالسمیع ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر، مولانا آزاد کالج آف آرٹس، سائنس اینڈ کامرس، اورنگ آباد
موبائل: 9325217306

انسان کی زندگی میں سب سے بڑا امتحان وہ لمحہ ہوتا ہے جب اسے اپنی صلاحیتوں اور کامیابیوں پر فخر محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس احساس کی ابتدا معمولی ہوتی ہے، لیکن اگر دل میں جگہ بنالے تو آہستہ آہستہ ایک ایسی آگ کی شکل اختیار کرلیتا ہے جو سوچ کو جلادیتی ہے، اخلاق کو متاثر کرتی ہے اور کردار کو تباہی کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ غرور ایک باطنی بیماری ہے، جس کی شدت اس وقت بڑھ جاتی ہے جب انسان خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنے لگتا ہے۔

عاجزی ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کی شخصیت کو نکھارتی ہے، رشتوں کو مضبوط بناتی ہے اور دل کو سکون دیتی ہے۔ ایک متواضع انسان کبھی خود کو بلند نہیں سمجھتا اور نہ ہی کسی کو حقیر سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ دلوں پر راج کرتے ہیں۔ دوسری طرف متکبر انسان اپنی انا کے خول میں قید رہتا ہے۔ اس کی نظر ہمیشہ دوسروں کی خامیوں پر ٹکی ہوتی ہے اور اپنی غلطیاں اسے دکھائی نہیں دیتیں۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ، حکمران اور علم کے شہسوار صرف اس لیے زوال کا شکار ہوئے کہ ان کے اندر غرور نے گھر کرلیا تھا۔ فرعون کی ہلاکت ہو یا نمرود کا انجام، قارون کی تباہی ہو یا ابلیس کی محرومی، سب کے پس منظر میں ایک ہی خرابی تھی اور وہ تھی تکبر۔ یہ انسان کو اس مقام تک لے جاتا ہے جہاں وہ نہ حقیقت کو قبول کرتا ہے اور نہ نصیحت کو سنتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی کامیابیوں کو اللہ کی نعمت سمجھے، اپنی قابلیت کو امانت جانے اور اپنی علمیت کو خدمتِ خلق کا ذریعہ بنائے۔ جب انسان اپنی حیثیت کو پہچان کر عاجزی اختیار کرتا ہے تو اس کا وقار بڑھتا ہے اور اللہ بھی اسے عزت عطا فرماتا ہے۔ دل کا سکون بھی اسی میں ہے کہ انسان اپنی اصل کو نہ بھولے اور سادگی، نرمی اور حلم کو اپنی شناخت بنائے۔ غرور آدمی کو تنہا کر دیتا ہے۔ لوگ اس سے دور بھاگتے ہیں، بات کرنے سے جھجھکتے ہیں اور تعلقات کمزور پڑ جاتے ہیں۔ اس کے برعکس عاجزی دلوں کو جوڑنے والی طاقت ہے۔ ایک نرم گو انسان اپنی اخلاق سے دل جیت لیتا ہے اور کوئی دشمن تک دوست بن جاتا ہے۔ یہی وہ خوبی ہے جو نبی کریم ﷺ کے اخلاق کی بنیاد تھی۔ آپ ﷺ کے سامنے پہاڑوں جتنی ذمہ داریاں تھیں مگر دل میں ذرہ برابر غرور نہ تھا۔

اگر انسان اپنی کمزوریوں پر بھی غور کرے، اپنی خطاؤں کو پہچانے اور اپنی ذات کو عاجزی کے آئینے میں دیکھے تو اس کی شخصیت میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ وہ فیصلہ کرنے سے پہلے سوچتا ہے، بولنے سے پہلے دل تولتا ہے اور چلنے سے پہلے قدم پر غور کرتا ہے۔ یہی سوچ انسان کو نکھارتی ہے اور اسے دوسرے انسانوں کے لیے منفعت بخش بنادیتی ہے۔

آخر میں بات صرف اتنی سی ہے کہ غرور انسان کو برباد کرتا ہے اور عاجزی انسان کو بناتی ہے۔ تکبر کا انجام ہمیشہ رسوائی ہے اور تواضع کا خاتمہ ہمیشہ کامیابی پر ہوتا ہے۔ انسان جتنا جھکتا ہے، اللہ اسے اتنا اٹھاتا ہے۔ زندگی کا اصل حسن اسی میں ہے کہ انسان نرمی، سادگی، برداشت اور عاجزی کو اپنا شعار بنائے۔

عازمینِ حج و عمرہ اور شائقینِ عربی زبان کے لیے

عربی بول چال کے 40 سبق

عربی ادب سے ذوق وشوق رکھنے والوں کے لیے سنہرا موقع

عربی زبان خدا کی محبوب ترین زبان ہے، حضرت محمد کریم ﷺ کی پیاری زبان ہے، ملکِ عرب کی زبان ہے، 52 ملکوں میں بولی جانے والی اور 22 ملکوں کی سرکاری زبان ہے، اور قرآن، حدیث اور دینِ اسلام کے لٹریچر کی زبان ہے۔

عازمینِ حج و عمرہ کے علاوہ عربی زبان کے شیدائی اور شائقین کے لیے عربی بول چال کے چالیس (40) اسباق پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ عربی زبان سے محبت رکھنے والے ان اسباق کی روشنی میں عربی بول چال سیکھیں اور ان جملوں کو اپنی روزمرہ زندگی میں استعمال کریں۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ اسباق عربی زبان کے شائقین کے لیے ایک عظیم تحفہ اور ان کے علمی وروحانی مستقبل کی مضبوط بنیاد ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہر جمعرات "ویکلی دی نیپال اردو ٹائمز" میں شائع ہونے والے ان اسباق کو ضرور فالو کریں، عربی بول چال کی مہارت حاصل کرنے کے لیے ان اسباق کو بغور پڑھیں اور نوٹ بک میں لکھ کر یاد کریں۔

اگلا سبق آئندہ جمعرات کے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

براؤں شریف میں عرس علوی قادری چشتی پوری شان وشوکت کے ساتھ اختتام پذیر ہوا

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز
براؤں شریف بیورو

صاحب زہد وتقوی عابد شب زندہ دار صاحب فضل وکمال نبیرۂ شعیب الاولیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ حضور غلام عبدالقادر علوی چشتی المعروف چشتی میاں سابق نائب ناظم دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کا تیسرا سالانہ عرس مقدس وادی نور قرب مزار حضور شعیب الاولیاء براؤں شریف میں 30/ نومبر بروز اتوار/تا 1/ دسمبر بروز سوموار 2025 کو پوری شان وشوکت اور اپنی روایات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا، جس کی سرپرستی جامع علوم وفنون چشم و چراغ خاندان شعیب الاولیاء پیکر اوصاف مظہر شعیب الاولیاء پیر طریقت حضرت علامہ محمد افسر علوی قادری چشتی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یارعلویہ براؤں شریف نے احسن انداز میں فرمائی، جس میں میں کثیر تعداد میں ملک ہندوستان کے ممتاز مفتیان کرام، علماء کرام، شعراءاسلام کی تشریف آوری ہوئی، عرس کے معمولات مندرجہ ذیل ہیں..

30/نومبر بروز اتوار صبح 10 بجے دن میں قرآن خوانی۔ پھر شام میں 5/بجے عورتوں کا پروگرام بحسن وخوبی منعقد ہوا۔ پھر 1/ دسمبر بروز سوموار کو بعد نماز مغرب چادرپوشی وگل پوشی، بعد نماز عشاء تقاریر علماء اسلام منعقد ہوئی، جس میں نظامت کے فرائض مشہور نقیب علامہ غلام غوث ساقی تنویری گوراچوکی، مشہور ناظم علامہ احسان اللہ علیمی صاحب نے مشترکہ طور پر انجام دیا، جب کہ تلاوت قرآن مجید حافظ محمد ایوب صاحب نے کیا، بعد ازاں چند طلباء کرام کی نعت خوانی ہوئی، بعدہ سلام الدین ولید پوری، مسعود الحق رحمانی صاحب نے نعت و منقبت کے اشعار سامعین کو سنائے، پھر ابتدائی تقریر نوجوان عالم دین علامہ مولانا عثمان علیمی صاحب اٹوا بازار نے کی، پھر صابر علی شہرت گڑھ، قاری قمر الدین قمر نیپالی، جناب امجد بستوی صاحبان نے نعت و منقبت کے اشعار پیش کئے، بعدہ مشہور خطیب علامہ مولانا صاحب علی چترویدی فیضی یارعلوی صاحب پرنسپل دارالعلوم امام احمد رضا بندیشرپور نے شان اولیاء و حضور چشتی میاں پر شاندار گفتگو فرمائی، پھر جناب ترنم گونڈوی صاحب، قمر نظامی بانسی صاحب، عبد الماجد بستوی صاحب، نے نعت و منقبت کے کلام پیش کرکے سامعین سے خوب داد و تحسین حاصل کیا، جب کہ علامہ مفتی محمد نعیم احمد امجدی ازھری صاحب استاذ جامعہ امیرالعلوم مینائیہ گونڈہ نے قرآن واحادیث کی روشنی میں شاندار خطاب کیا بعدہ مولانا اعجاز احمد فیضی، ضیاء الحق علوی بہرائچ شریف صاحب، ضیاء فیضی صاحب، نے نعت ومنقبت کے اشعار پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، پھر صاحب سجادہ مجمع شریعت وطریقت حضور علامہ حافظ قاری محمد افسر علوی قادری چشتی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف "حجاز مقدسہ سے براؤں مقدسہ تک" کی رسم اجراء علامہ مفتی کمال احمد علیمی استاذ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی و دیگر علماء کرام کے دست مبارکہ سے

علماء کرام کو دینی ملی خدمات کے اعتراف میں ایوارڈ دیا گیا

کیا گیا۔ اس حسین و مسعود موقع پر گزشتہ سال کی طرح امسال بھی ایوارڈ وسپاس نامہ دینے کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے مشہور ومعروف عالم دین علامہ مفتی محمد نعیم امجدی ازہری صاحب قبلہ استاذ جامعہ امیرالعلوم مینائیہ گونڈہ، کو انکی دینی ملی تدریسی خدمات کے اعتراف میں "شہنشاہ چشت خواجہ غریب نواز ایورڈ وسپاس نامہ، جب کہ خطیب ہردلعزیز علامہ مفتی محمد قمرالدین صدیقی یارعلوی صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف کو قومی ملی مذہبی تدریسی خدمات کے اعتراف میں "مظہر وعیسی سیدنا سالار مسعود غازی ایوارڈ" عالمی سطح پر شہرت یافتہ عبقری شخصیت پیر طریقت شہزادہ وجانشین حضور چشتی میاں علامہ حافظ قاری صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی مدظلہ العالی چیف ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یارعلویہ براؤں شریف کے ہاتھوں سے دیا گیا، جبکہ مشہور شاعر جناب شان عالم مسعودی بہرائچی کو "سپاس نامہ وبلبل اودھ" کا تکریمی خطاب سے نوازا گیا، واضح ہو کہ یہ سپاس نامہ و ایوارڈ "شعیب الاولیاء ایجوکیشنل اینڈ سوشل ویلفیئر ٹرسٹ" کی جانب سے دیا گیا۔ بعدہ جناب شان عالم مسعودی صاحب، ناصح مبارک رازی لکھنوی صاحب، نے نعت و منقبت کے کلام پیش کئے، پھر علامہ مفتی قمرالدین صدیقی صاحب استاذ دارالعلوم مسعودالعلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ نے حضور چشتی میاں علیہ الرحمہ کی سوانح حیات پر تفصیلی گفتگو فرمائی، ان علماء مشائخ کے علاوہ شہزادۂ حضور چشتی میاں صاحبزادہ محمد احمد علوی، شہزادۂ حضور چشتی میاں صاحبزادہ محمد ارشد علوی، شہزادۂ حضور چشتی میاں صاحبزادہ محمد اظہر علوی، صاحبزادہ ڈاکٹر غلام حسنین علوی، حضرت قاری ہاشم صاحب قبلہ استاذ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، مولانا محبوب احمد فیضی نیپال، مولانا قمرالدین بڑھیا، کے علاوہ چار اساتذہ کرام تھے، قاری عرفان احمد فیضی، قاری شبیر احمد یارعلوی، مولانا انوار احمد فیضی، مولانا اسحاق فیضی، سید کلیم اشرف، جناب شہاب الدین علوی بیراگی گاؤں بہرائچ شریف، خالد رضا حشمتی کے علاوہ دیگر علمائے کرام و ائمہ کرام کی خصوصی شرکت رہی، بعدہ شب میں 2 بجے قل شریف سلام ودعاخوانی، ہوئی، اس موقع پر سینکڑوں کی تعداد میں سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ یارعلویہ کے تمام مریدین محبین متعلقین و طلبہ قرب و جوار نے شرکت کی سعادتوں برکتوں اور فیضان حضور چشتی میاں علیہ الرحمہ سے اپنے آپ کو فیضیاب کیا، اور سعادت دارین سے مالامال ہوئے

سلسلۂ سہروردیہ کے بانی خواجہ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جمیل

مولانا قاری سید عظیم الدین قادری
Mo. 9974136818

بڑی مسرت و شادمانی کا موقع ہے کہ سرزمین ہند کے صوبہ گجرات کے تاریخی شہر جہاں غوث زمانہ حضرت سید غوث عبدالنبی سہروردی علیہ الرحمہ کا آستانۂ عالیہ مرجع خلائق ہے، انہیں کی اولاد اور سلسلے سے تعلق رکھنے والے امین بارگاہ سہروردیہ حضرت سید نذیرالدین میاں نذیرالہاشمی سہروردی (داہود ضلع شہر قاضی صاحب) کی انتھک کاوشوں اور کوششوں سے نیپال کی اردو ٹائمز ادارتی ٹیم کے پہلی اور قابل مبارک پیشکش بانی سہروردیہ ابو نجیب سہروردی نمبر شائع ہونے جارہا ہے راقم الحروف ناچیز سید عظیم الدین قادری سید صاحب قبلہ اور اردو ٹائمز کی جملہ ٹیم کو صمیم قلب سے تہنیت و تبریک پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ مولی تعالی جملہ کارکنان کو اس کا بہترین بدلہ عطافرمائے آمین ثم آمین

آمدم برسر مطلب

معلوم ہونا چاہیے کہ بانی سلسلۂ سہروردیہ حضرت خواجہ ابونجیب سہروردی کی ولادت 490ھ بمطابق 1094ء کو مقام سہرورد میں ہوئی سہروردزنجان کے قریب ایک علاقہ ہے جہاں آپ کا خاندان آباد تھا سہروردیہ سلسلے کے بانی ہیں، آپ کا نام عبدالقاہر کنیت ابونجیب القاب ضیاءالدین، شیخ الاسلام ہیں اور اہل عقیدت و محبت اس طور آپ کو یاد کرتے ہیں جو مبنی برحقیقت

شیخ اشیاخ طریقت پیشوائے رہبران شریعت واقف رموز معرفت وحقیقت علم المحققین شیخ الاسلام والمسلمین قطب غوث الکونین قطب الدارین مفتی العراقین امام الطائفتین سرتاج العارفین سرالکاملین غوث الاکبر قطب الاعظم مقتدائے اہل صفا سیدالعرفا افضل الفضلا اکمل الکملا حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی نے اپنے چچا محترم حضرت قاضی ابوحفص وجیہ الدین سہروردی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خرقۂ خلافت زیب تن فرمایا، آپ نے امام احمد غزالی حضرت غوث اعظم اور شیخ حماددباس رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین جیسی نابغائے روزگار ہستیوں سے بھی ظاہری و باطنی فیوض وبرکات حاصل کیے!

(نفحات سہروردیہ صفحہ 62
مرآۃالاسرار صفحہ 538)

آپ کو علوم عقلیہ و نقلیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا، صاحب مرآۃالاسرار کے مطابق حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ نے ہر فن میں کتابیں تصنیف کی ہیں،، آپ اولیاء کرام کے پیشوا ہیں اور اکابر مشائخ عظام میں آپ شمار ہوتا ہے، آپ کے بلند مقام اور کمالات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمہ جیسے پشوائے اولیاء آپ کے مرید ہیں۔

(مرآۃالاسرار صفحہ 538)

ذیل میں آپ کی کچھ کرامتیں تحریر کی جاتی ہیں جو آپ کی علو شان پر دلالت کرتی ہیں!

گائے کا بچہ

حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت کی خدمت میں ایک گوسالہ (گائے کا بچہ) لایا اور عرض کی "یا سیدی یہ گوسالہ میں نے حضور کی نذر کیا ہے" جب وہ چلاگیا تو حضرت شیخ نے فرمایا یہ گوسالہ مجھ سے کہتا ہے "میں وہ گوسالہ نہیں ہوں جسے اس شخص نے حضور کی نذر کیا تھا وہ گوسالہ دوسرا ہے اور مجھے حضرت شیخ علی ہیتی کے لیے نظر کیا گیا ہے" چنانچہ تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ وہ شخص ایک دوسرا گوسالہ ساتھ لیے ہوے آیا- عرض کرنے لگا کہ "حضور مجھ سے غلطی ہوئی حضور کے لیے جو گوسالہ نذر کیا گیا ہے وہ یہ ہے اور وہ شیخ علی ہیتی کے لیے ہے

(مرآۃالاسرار صفحہ 538)

قصاب اور مردار بکری

حضرت شیخ ابو مسعود رومی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کے ایک بار میں اپنے شیخ ابو نجیب سہروردی کے ساتھ تھا، ہمارا گزر بغداد (شریف) کے بازار سے ہوئی یکایک حضرت شیخ کی نظر ایک بکری پر پڑی جو خال ادھیڑ کر لٹکائی جاچکی تھی، آپ قصاب کے قریب کھڑے ہوگۓ اور کہا کے یہ بکری مجھ سے کہ رہی ہے کے میں مردار ہوں اور مجھے ذبح نہیں کیا گیا ہے، یہ سن کر قصاب اسی وقت بے ہوش ہو گیا، جب ہوش آیا تو آپ کی بات کی تصدیق کی اور آپ کے دست مبارک پر توبہ کی-

(نفحات الانس 479)

شرابی بنے ابرار

حضرت شیخ عبداللہ ابن مطر رومی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی کرخ (محلۂ بغداد معلا) کی طرف تشریف لے گئے میں بھی ہمراہ تھا کہ ایک مکان کے اندر سے شرابیوں کے شور و غل کی آواز اور شراب کی سخت بدبو آرہی تھی حضرت شیخ نے مکان کی دلیز میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی حضرت ابھی اس مقام سے اٹھے بھی نہ تھے کہ جتنے فساق اس مکان کے اندر موجود تھے سب نے حضرت کے دست مبارک پر توبہ و بیعت کی اور اتقیاء و ابرار بن گئے (تذکرہ ابونجیب صفحہ 122) برصغیر ہند وپاک کی کل خانقاہ آپ کے فیض بے پایاں سے فیضیاب ہیں، حضرت خواجہ ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ کی تصانیف میں آدب المریدین سب سے زیادہ معروف و مشہور ہے جس میں آپ نے مسائل تصوف تحریر فرمائے ہیں اور اس کتاب کی اب تک متعدد شروحات لکھی جاچکی ہیں شارحین میں حضرت مخدوم جہاں شرف الدین یحیی منیری فردوسی، *حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز چشتی حضرت محدث زمانہ حضرت ملا علی قاری رحمۃاللہ تعالی علیہم اجمعین جیسے بزرگوں کے اسماءفہرست ہیں!

حضرت خواجہ ابونجیب سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال باکمال 17 جمادی الآخر 563ھ بروز جمعہ بغداد شریف میں ہوا

آپ کا مزار دریائے دجلہ کے قریب پرانے پل کے پاس مسجد سلیمانی کے نزدیک آپ کے مدرسہ یا رباط میں واقع ہے، حضرت کا عرس ہر سال بر صغیر ہند و پاک کی سہروردیہ خانقاہوں میں بلکہ دیگر سلاسل کی خانقاہوں میں بھی منایاجاتاہے!

اللہ تبارک و تعالی شیخ سہروردی کے تصدقہ و طفیل ہم تمام کو خیر و عافیت میں رکھے آمین ثم آمین

مولانا قاری سید عظیم الدین قادری
Mo. 9974136818
(خانقاہ قادریہ، آستانۂ صوفی ناصر ملت جانشین تاج الاصفیا، یاقوت پورا، بڑودہ، گجرات)

در شان بانی سلسلہ خواجہ ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ عالی میں ناچیز کا منظوم خراجِ عقیدت

پل میں بناتے آپ ہیں بگڑا ہوا نصیب
خواجہ ابو نجیب اے خواجہ ابو نجیب

جس کو نصیب سے ترا دامن ہے مل گیا
راضی اسی سے ہوتا ہے اللہ کا حبیب
خواجہ ابو نجیب اے خواجہ ابو نجیب

جو عشق میں ہے آپ کے بیمار ہو گیا
اسکو دوائیں دیگا بھلا کیا کوئی طبیب
خواجہ ابو نجیب اے خواجہ ابو نجیب

للہ میری سمت بھی ہو چشم التفات
کرتا یہی فقط ہے دعا آپ سے غریب
خواجہ ابو نجیب اے خواجہ ابو نجیب

مہکا ہوا ہے تم سے سہروردی سلسلہ
یہ بات جانتا ہے ہوا جو ترے قریب
خواجہ ابو نجیب اے خواجہ ابو نجیب

سب علم آپ رکھتے مرے حال زار کا
دیکھا نا کوئی آپ سا واللہ کہیں حسیب
خواجہ ابو نجیب اے خواجہ ابو نجیب

کشتی بھنور سے پار کبھی تو لگایئے
ملتا نہیں ہے آپ کے جیسا کوئی مجیب
خواجہ ابو نجیب اے خواجہ ابو نجیب

لکھے جو شرافت ہیں اشعار آپ کے
دل کہہ رہا ہے دیجیئے مجھکو کوئی مثیب
خواجہ ابو نجیب اے خواجہ ابو نجیب

از نتیجہ ءِ فکر
مولانا شرافت علی شاہ مرغوبی معصومی
مداری سرنیاں سی بی گنج بریلی شریف

معلومات عامہ برائے طلبائے مدارس

یہ فہرست اُن مشہور علماء کے تعارف پر مشتمل ہے جن کے ایک سے زائد نام یا القاب رائج ہیں۔ ذیل میں ایسے چند علماء کے نام لقب پیش کیا جارہا ہے:

علماء جو ایک سے زیادہ ناموں سے مشہور ہیں

الزہری: جنہیں ابن شہاب اور محمد بن شہاب بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا اصل نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب الزہری ہے۔ آپ 124 ہجری میں وفات پائے۔

ابو جعفر المدنی: جنہیں یزید بن القعقاع بھی کہا جاتا ہے۔ قراء عشرہ میں سے ایک مشہور قاری ہیں، اور اپنے نام و کنیت دونوں سے معروف ہیں۔ تقریباً 130 ہجری میں وفات پائی۔

شُعبہ: جنہیں ابو بکر بن عیاش بھی کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے نام اور کنیت دونوں سے مشہور ہیں، بلکہ بعض کے نزدیک ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ پورا نام ابو بکر شُعبہ بن عیاش الکوفی ہے، جو قاری تھے اور عاصم کے مشہور راوی۔ 193 ہجری میں وفات پائی۔

ابو عبیدہ: یعنی مَعمَر بن مثنّی البصری، جو لغت و نحو کے امام اور "مجاز القرآن" کے مصنف ہیں۔ یہ اپنے نام اور کنیت دونوں سے معروف ہیں۔ وفات 209 ہجری میں ہوئی۔

یہ اپنے شاگرد ابو عبیدہ القاسم بن سلاّم البغدادی (وفات 224ھ) سے مختلف ہیں، جو "غریب الحدیث" کے مؤلف ہیں۔

الجوزجانی: جنہیں السعدی بھی کہا جاتا ہے۔ دونوں نسبوں سے معروف ہیں۔ پورا نام ابراہیم بن یعقوب ہے جو "الجرح والتعدیل" کے مصنف ہیں۔ وفات 259 ہجری۔

ابن قُتیبہ: جنہیں القُتیبی بھی کہا جاتا ہے۔ وہ عظیم مؤلف عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ ہیں۔ وفات 276 ہجری۔

الطبری: جنہیں ابن جریر بھی کہا جاتا ہے۔ پورا نام محمد بن جریر الطبری ہے، تفسیر و تاریخ کے مشہور امام۔ وفات 311 ہجری۔

ابن حِبان: جنہیں ابو حاتم البُستی بھی کہا جاتا ہے۔ پورا نام محمد بن حِبان البُستی ہے، صاحبِ "صحیح ابن حبان"۔ وفات 354 ہجری۔ یہ ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی (وفات 277ھ) اور ابو حاتم سھل بن محمد السجستانی (وفات 255ھ) سے مختلف ہیں۔

ابن حَمّویہ: صحیح بخاری کے رواۃ میں سے ہیں، جو محمد بن یوسف الفربری کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ انہیں الحمّوِي، السرخسی، اور ابن أعین بھی کہا جاتا ہے۔ پورا نام: عبداللہ بن احمد بن حمویہ بن یوسف بن أعین السرخسی۔ وفات 381 ہجری۔

الکشمیہنی: صحیح بخاری کے مشہور راوی، جنہیں محمد بن مکی اور ابو الہیثم بھی کہا جاتا ہے۔ پورا نام: محمد بن مکی ابو الہیثم الکشمیہنی المروزی۔ وفات 389 ہجری۔

الحاکم النیسابوری: جنہیں ابن البیّع بھی کہا جاتا ہے۔ اصل نام محمد بن عبداللہ ہے۔ "المستدرک" کے مصنف ہیں۔ "حاکم" کا لقب قضا کے منصب کی وجہ سے ملا۔ وفات 405 ہجری۔

ابو المعالی الجوینی: جنہیں امام الحرمین بھی کہا جاتا ہے۔ پورا نام عبد الملک بن عبداللہ بن یوسف الجوینی ہے۔ شافعی فقہ کے بڑے امام۔ وفات 478 ہجری۔

الراغب الأصفہانی: جنہیں الأصبهانی بھی کہا جاتا ہے۔ "مفردات القرآن" کے مصنف۔ وفات کے سال میں اختلاف ہے؛ بعض نے 502 ہجری لکھا، لیکن محقق صفوان الداودی کے مطابق ان کی وفات غالباً 400 ہجری کے بعد کی کچھ دہائیوں میں ہوئی۔

عبد القادر الجیلانی: جنہیں الکیلانی اور الجیلی بھی کہا جاتا ہے۔ عظیم صوفی و محدث۔ وفات 561 ہجری۔

الفخر الرازی: جنہیں ابن خطیب الرَّی اور ابن الخطیب بھی کہا جاتا ہے۔ پورا نام: محمد بن عمر الرازی ابو عبد اللہ۔ مشہور مفسر واصولی۔ وفات 606 ہجری۔

یہ محمد بن زکریا الرازی طبیب (وفات 311ھ) اور محمد بن ابی بکر الرازي الحنفی (مصنف مختار الصحاح) سے مختلف ہیں۔

ابن عَرَفَہ (نفطویہ): لغت و نحو کے امام۔ پورا نام: ابراہیم بن محمد بن عرفۃ الواسطی، وفات 323 ہجری۔

یہ مالکی فقیہ ابن عرفۃ الورغمی (وفات 803ھ) سے مختلف ہیں۔

تقی الدین: یعنی ابن تیمیہ۔ پورا نام: احمد بن عبد السلام بن عبد الحلیم الحرّانی ابو العباس۔ امت کے مشہور "شیخ الاسلام"۔ وفات 728 ہجری۔

ابن قیم الجوزیۃ: جنہیں صرف ابن القیم بھی کہا جاتا ہے۔ پورا نام محمد بن ابی بکر الدمشقی۔ وفات 751 ہجری۔

یہ ابن الجوزی (عبد الرحمن بن علی) (وفات 597ھ) سے مختلف ہیں۔

ابن الامیر الصنعانی: جنہیں محمد بن اسماعیل الامیر بھی کہا جاتا ہے۔ پورا نام: محمد بن اسماعیل الکحلانی ثم الصنعانی، صاحبِ "سبل السلام"۔ وفات 1182 ہجری۔

السعدی: جنہیں ابن سعدی بھی کہا جاتا ہے۔ پورا نام عبد الرحمن بن ناصر السعدی، مشہور مفسر۔ وفات 1376 ہجری۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91